SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Sunday, April 26, 1987.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Deputy Chairman (Malik Muhammad Ali Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي
الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ
يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ
الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿٢٠﴾ سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا
كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ذَٰلِكَ فَضْلُ
اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢١﴾

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنیوالا ہے۔

ترجمہ:۔ جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت (و آرائش) اور تمہارے آپس میں فخر (و ستائش) اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب (و خواہش) ہے۔ (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ (اس سے کھیتی اگتی اور) کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے۔ پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر (اے دیکھنے والے) تو اس کو دیکھتا ہے کہ (پک کر) زرد پڑ جاتی ہے پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں (کافروں کے لیئے) عذاب شدید اور (مومنوں کے لیئے) خدا کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے (بندو) اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف اور جنت کی (طرف) جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کا سا ہے اور جو ان لوگوں کے لیئے تیار کی گئی ہے جو خدا پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں لپکو یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Sunday, April 26, 1987.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Deputy Chairman (Malik Muhammad Ali Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي
الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ
يَكُوْنُ حُطٰمًا وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَآ اِلَّا مَتٰعُ الْغُرُوْرِ ﴿٢٠﴾ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا
كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ذٰلِكَ فَضْلُ
اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢١﴾

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنیوالا ہے۔

ترجمہ:۔ جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت (و آرائش) اور تمہارے آپس میں فخر (و ستائش) اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب (و خواہش) ہے۔ (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ (اس سے کھیتی اگتی اور) کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے۔ پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر (اے دیکھنے والے) تو اس کو دیکھتا ہے کہ (پک کر) زرد پڑ جاتی ہے پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں (کافروں کے لیئے) عذاب شدید اور (مومنوں کے لیئے) خدا کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے (بندو) اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف اور جنت کی (طرف) جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کا سا ہے اور جو ان لوگوں کے لیئے تیار کی گئی ہے جو خدا پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں لپکو یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمنِ الرحیم۔ رخصت کی درخواستیں۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب ایک بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کرنے کے لیئے جدہ تشریف لے گئے ہیں اس لیئے انہوں نے ایوان سے ۲۶ اور ۲۷ اپریل ۸۷ء کے لیئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ انکی درخواست منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب میر علی نواز خان تالپور صاحب نے چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر ایوان سے ۲۶ اپریل کے لیئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی حسین احمد صاحب کو ایک حادثاتی موت کی وجہ سے ۲۳ اپریل کی صبح کو گاؤں جانا پڑا اس لیئے انہوں نے اس دن کے لیئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

PRIVILEGE MOTIONS

جناب ڈپٹی چیئرمین: پریویلیج موشن نمبر ا حاجی ملک فرید اللہ خان صاحب۔

(I) *RE*: PRESS INTERVIEW OF MIAN TUFAIL MUHAMMAD.

ملک فرید اللہ خان: جناب چیئرمین! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایوان بالا مندرجہ ذیل تحریک استحقاق پر غور فرمائے۔ روزنامہ "نوائے وقت" کی اشاعت بتاریخ ۲۴ اپریل ۱۹۸۷ء کے مطابق امیر جماعت اسلامی میاں طفیل محمد صاحب کا ایک بیان شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے دھمکی دی ہے کہ اگر پارلیمنٹ کے ممبران نے شریعت بل کو منظور نہ کیا تو وہ ۱۹۹۰ء تک پارلیمنٹ کی میعاد پوری نہیں کر سکیں گے۔ جناب یہ دھمکی صریحاً اسمبلی کی کارروائی اور سینیٹ کی کارروائی میں مداخلت ہے۔ بیان میں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ بلاتاخیر بل کی منظوری سے وہ میعاد پوری کر سکتے ہیں۔ وگرنہ بصورت دیگر اسمبلی اور پارلیمنٹ قائم نہیں رہ سکیں گی۔ بیان ہذا سے ارکان پارلیمنٹ انصاف اور کھلے ذہن سے کام نہیں کر سکیں گے۔ مزید برآں یہ پارلیمنٹ کی کارروائی میں مداخلت ہے جس سے محترم ارکان کا استحقاق دونوں طرح مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا تحریک

منظور کی جائے اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کیا آپ کچھ اس کی ایڈمیسیبلٹی پر کہنا چاہیں گے؟

ملک فرید اللہ خان: امیر جماعت اسلامی ایک بہت بڑی سیاسی جماعت کے رہنما ہیں اور ایک عالم و فاضل لیڈر ہیں اور اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جو ملک میں جمہوریت کی داعی ہے اس میں بھی شک نہیں کہ جماعت اسلامی نے ہمیشہ مضبوط بنیادوں پر جمہوریت کی تعمیر میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ لیکن امیر جماعت اسلامی کا یہ بیان پارلیمنٹ کی کارروائی میں مداخلت کے مترادف ہے۔ انہوں نے واضح دھمکی دی ہے کہ اگر شریعت بل کو بلا تاخیر منظور نہ کیا گیا تو ارکان اسمبلی اور ارکان پارلیمنٹ اپنی موجودہ میعاد پوری نہیں کر سکیں گے۔ جناب والا! جناب وزیر اعظم پاکستان نے واضح بیان دیا ہے کہ ایک قابل قبول شریعت بل جس میں مختلف مکاتب فکر کے درمیان ہم آہنگی ہو، حکومت پاس کرے گی۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ مسلم لیگ کا منشور ہی خالصتاً اسلامی اصولوں پر رکھا گیا ہے۔ پاکستان کا قیام اسلام کی بنیاد پر عمل میں آیا تھا اور مسلم لیگ پاکستان کی خالق جماعت ہے۔ موجودہ حکومت، ملک میں ایک فلاحی مملکت کے قیام کی کوشش کر رہی ہے لہٰذا اس میں شک نہیں ہونا چاہیئے کہ موجودہ حکومت سے زیادہ کوئی بھی سیاسی جماعت اسلام، اسلام کے استحکام اور استحکام پاکستان کے لیئے کچھ کر سکتی ہے۔

جناب والا! پارلیمنٹ کے ممبران کو بلیک میل کرنے کے رجحان پر اگر قابو نہ پایا گیا تو کل کوئی دوسری سیاسی جماعت بھی کوئی دوسرا مطالبہ لا سکتی ہے کہ اگر یہ مطالبہ پورا نہ کیا گیا تو یہ اس کے حق میں ایجی ٹیشن کریں گے اور یہ ممبران پارلیمنٹ اپنی میعاد پوری نہیں کر سکیں گے۔ اسلیئے میں سمجھتا ہوں کہ امیر جماعت اسلامی کا یہ بیان ایک کھلی دھمکی ہے جس سے کہ پارلیمنٹ کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا یہ تحریک استحقاق، استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی قاضی صاحب، آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

قاضی حسین احمد: شکریہ، جناب والا! امیر جماعت اسلامی، میاں محمد طفیل کے جس بیان کا یہاں حوالہ دیا گیا ہے، اس بیان میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ اگر پارلیمنٹ، (قومی اسمبلی اور سینیٹ) شریعت بل کو پاس نہیں کرے گی تو یہ پھر اپنا جواز کھو دے گی کیونکہ یہ ملک بنایا گیا ہے اور حاصل کیا گیا ہے اسلام کی خاطر، اسلام اس کا نظریہ ہے۔ اس ملک کے دستور میں قرارداد مقاصد شامل ہے جس میں بالکل ابتداء میں کہا گیا ہے۔

[QAZI HUSSAIN AHMAD]

"Whereas sovereignty over the entire Universe belongs to Almighty Allah alone, and the authority to be exercised by the people of Pakistan whitin the limits prescribed by Him is a sacred trust."

پہلے تو یہ کہا گیا ہے کہ یہ ان limits کے درمیان، ان حدود کے درمیان، یہ سینیٹ اور قومی اسمبلی "پارلیمنٹ"، قانون سازی کر سکتی ہے، اپنے اختیارات استعمال کر سکتی ہے۔ جو حدود اور limits اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہیں ان سے یہ تجاوز نہیں کر سکتی اگر یہ تجاوز کرے گی اور شریعت بل کو نامنظور کرے گی تو یہ عمل دستور کے خلاف ہوگا اور یہ عمل قرارداد مقاصد کے بھی خلاف ہوگا اور یہ عمل اس ملک کے بنیادی نظریہ کے بھی خلاف ہوگا۔ اس کے آگے آپ دیکھئے اسی قراردادِ مقاصد میں کہا گیا ہے۔

'Wherein the Muslims shall be enabled to order their lives in the individual and collective spheres in accordance with the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah."

قرآن اور سنت کے مطابق اس کے مقرر کردہ حدود کے مطابق، لوگوں کی زندگیوں کو استوار کرنا اور ایسے طریقے اور ایسی پالیسی اختیار کرنا جس سے معاشرہ اسلام اور قرآن و سنت کے مطابق ڈھل جائے۔ یہ سب کچھ دستور کے تحت ہی ہو سکتا ہے اور یہ ریاست اور پارلیمنٹ کا فرض ہے۔ اس کے آگے آپ دیکھئے، آرٹیکل ۲ میں کہا گیا ہے۔

"Islam shall be the State religion of Pakistan."

اور پھر اس کے آگے قرارداد مقاصد کو دستور کا substantive حصہ قرار دے دیا گیا ہے اسی دستور کے اندر۔ اس کے آگے آپ پھر دیکھ لیجیئے کہ آرٹیکل ۳۱ میں لکھا ہے۔

"Steps shall be taken to enable the Muslims of Pakistan, individually and collectively to order their lives in accordance with the fundamental principles and basic concepts of Islam and to provide facilities whereby they may be enabled to understand the meaning of life according to the Holy Quran and Sunnah."

پھر اس بات کو categorically (دو ٹوک) انداز میں، فیصلہ کن انداز میں دہرایا گیا کہ یہ ریاست کا بنیادی فرض ہے کہ وہ لوگوں کی زندگی کو اسلام کے سانچے میں ڈھال دے۔ پھر آپ آرٹیکل ۲۲۷ میں دیکھئے۔

"All existing laws shall be brought in conformity with the Injunctions of Islam as laid down in the Holy Quran and Sunnah, in

this part referred to as the Injunctions of Islam, and no law shall be enacted which is repugnant to such injunctions."

جناب والا! یہ ہمارا دستوری فرض ہے، ہمارا آئینی فرض ہے بحثیت مسلمان کے ہمارا یہ فرض ہے۔ قرآن کی رو سے ہمارا فرض ہے، ملک ہم نے اسی لیئے بنایا ہے، دستور میں یہ لکھا ہوا ہے۔ اگر اس کے باوجود یہ پارلیمنٹ شریعت کو مسترد کرے گی تو کون مسلمان ایسا ہوگا جو یہ کہے گا کہ اس پارلیمنٹ کو پھر بھی یہ حق حاصل ہے کہ ملک پر حکمرانی کرتی رہے۔

جناب والا! حاجی ملک فرید اللہ خان صاحب نے خود یہ اظہار کیا ہے کہ پرائم منسٹر نے بھی اپنی تقریروں میں کہا ہے اور مسلم لیگ سے زیادہ اس بات کا کون حق دار ہے کہ اس ملک میں نظام شریعت نافذ کرے، وہ یہ بات کرتے ہیں تو ہم بھی یہی بات کرتے ہیں۔ یہ جناب کوئی بات نہیں ہے کہ کوئی دوسرا آدمی، کوئی دوسرا مطالبہ اس کے بعد لے کر اٹھے گا۔ دوسرے مطالبہ کا نام لے کر پارلیمنٹ کے ممبروں کو دھمکی دینا، کسی اور مطالبہ کو اٹھانا، اور ان کو کہنا کہ وہ اپنی میعاد پوری نہیں کر سکیں گے، یہ ایک بالکل مختلف چیز ہے۔ لیکن اگر یہ پارلیمنٹ ان بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی کرتی ہے تو اس پارلیمنٹ کو یہ حق حاصل نہیں ہے اور میں اس بات کی تائید کروں گا کہ اگر یہ پارلیمنٹ اسلامی شریعت کے خلاف فیصلہ کرے گی تو ہم اس پارلیمنٹ کے خلاف، جو کچھ بھی ہمارے بس میں ہوگا، بحثیت مسلمان کے، بحثیت اس دستور کے محافظین کے ہم کریں گے۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u>: شکریہ! مولانا سمیع الحق صاحب، اقبال صاحب تو آج ہاؤس میں نہیں ہیں۔

<u>مولانا سمیع الحق</u>: سجاد صاحب تو موجود ہیں، میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر ملک کا کوئی بھی شخص پارلیمنٹ کے ممبران کو، معزز اراکین کو اپنے فرائض منصبی کی طرف متوجہ کرانا چاہے تو ہمیں اس کا ممنون ہونا چاہیئے، یہ نہیں کہ ہم یہ سمجھیں کہ ہمیں یہ دھمکی دے رہا ہے جیسے کہ میرے دوست قاضی صاحب نے فرمایا کہ اس سینیٹ اور اسمبلی کی ساری بنیاد ہی یہاں شریعت اسلامیہ کے نفاذ پر ہے۔ یہاں جو ریفرنڈم ہوا ہے وہ بھی اسی مسئلہ پر ہوا کہ ہم فوراً اسلام کے نفاذ کے عمل کو تکمیل تک پہنچائیں گے۔ پھر اسی پس منظر میں الیکشن ہوئے اور سب نے عوام کے سامنے یہی بات رکھی کہ ہم نے جاتے ہی اسمبلیوں میں شریعت کے نظام کو نافذ کرنے کے عمل کو تیز کرنا ہے اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے سیاستدانوں کے بائیکاٹ کے مطالبہ

[MAULANA SAMI-UL-HAQ]

کو مسترد کیا اور بڑے جوش و خروش سے اس الیکشن میں حصہ لیا۔ اصل مسئلہ ایک بل کا نہیں ہے بلکہ پورے نظام کا مسئلہ ہے۔ اس نظام کو لے کر ہم اٹھے ہیں اور چلے ہیں اسی نظام پر مسلم لیگ نے قیام پاکستان کا نعرہ لگایا تھا جیسے کہ میرے دوست ملک صاحب نے فرمایا کہ مسلم لیگ کے منشور میں بھی یہ بات شامل ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ دھمکی پارلیمنٹ کو اقبال صاحب دیتے یا وسیم سجاد صاحب دیتے کہ بھائی اگر تم نے صحیح کام نہ کیا اور ہمارے منشور کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش نہ کی تو یہ اسمبلیاں جو ہیں ان کا کوئی جواز نہیں ہے کہ یہ یہاں بیٹھی رہیں۔ دستور کی تفصیل آپ نے سنی ہے اور پھر ریفرنڈم جس بنیاد پر ہوا ہے، وہ بھی آپ کو پتہ ہے۔ ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے ہر مسلمان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ پارلیمنٹ کو اس کے اصل فرائض کی طرف متوجہ کرے۔ جمہوریت کی رو سے ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کا احتساب کریں کہ پارلیمنٹ اپنے اصل کام کو ٹال رہی ہے یا اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا رہی ہے۔ اس لیئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہرگز دھمکی نہیں ہے اور حقیقت ہے کہ ہم اگر شریعت بل یا شریعت کے نفاذ میں سرگرمی نہ دکھائیں اور شریعت بل نافذ نہ ہو تو ہمیں یہاں سب ممبران کو اسمبلیوں میں بیٹھنے کا کوئی جواز نہیں ہوگا۔ اور ہر شخص کو حق حاصل ہوگا کہ ہمارا گھیراؤ کرے، ہمارے راستوں میں رکاوٹیں ڈالے، ان اسمبلیوں کو درہم برہم کرے اور قوم کو الیکشن پر مجبور کرے، نئی تبدیلی کے لیئے سب کچھ کرنا جہاد اسلامی ہوگا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی مولانا سمیع الحق صاحب۔ بنگلزئی صاحب فرمایئے۔

میر حسین بخش بنگلزئی: جناب والا! جہاں تک ایڈمیسیبلٹی کا تعلق ہے، سوال یہ ہے کہ جتنے بھی آئینی حوالے دیئے گئے ہیں، علمائے کرام کی طرف سے، ہمارے معزز اراکین کی طرف سے اس سلسلے میں یہ ایک مفروضہ ہے کہ شریعت بل پاس نہیں ہوگا اب تو شریعت بل ہاؤس کے اندر زیر بحث ہے، جو بھی پوائنٹ، جو بھی نکتہ اسمبلی کے اندر زیر بحث ہو اس کی بحث اور اس کے حتمی فیصلے سے پہلے کسی شخص کو کیا حق حاصل ہے اور اس کو کیسے یہ پتہ ہے کہ یہ بل پاس ہوگا یا نہیں ہوگا جب اسمبلی اس پر اپنا فیصلہ دے دے کہ اس کو کس انداز میں پاس کرنا چاہیئے، ترمیمی انداز میں یا من وعن، وہ اسمبلی کا حق ہے اور آئینی حق ہے لیکن اگر اس آئینی حق میں باہر کی طرف سے رکاوٹ اور دباؤ ڈالا جائے، پارلیمنٹ کو دھمکی دی جائے تو یقینی بات ہے کہ یہ دھمکی ہے یا اس

قسم کا اظہارِ خیال ہے فرض منصبی کی طرف توجہ مبذول کرانا اور بات ہے، اس کو مجبور کرنا اور بات ہے، اگر اسمبلی سے باہر توجہ مبذول کرانے کی بجائے پارلیمنٹ کو اس بات پر مجبور کرنے کی کوشش کی جائے کہ پارلیمنٹ نے ایسا کرنا ہے تو پارلیمنٹ کے فرض منصبی میں مداخلت ہے، لہٰذا حاجی ملک فرید اللہ خان نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے، میں اس کی بھرپور تائید کرتا ہوں اور یہ تجویز کرتا ہوں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ شکریہ جناب!

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جنرل سعید قادر صاحب۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: جناب چیئرمین صاحب! میں جناب بنگلزئی صاحب کی تحریک کو بڑے زور سے سپورٹ کرتا ہوں اور اس کا حوالہ اس سے ملاتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی اس ہاؤس میں اسی جماعت کے ایک ممبر کی طرف سے پریویلیج کی بریچ کے سلسلے میں کافی عرصہ ہوا ایک موشن یہاں آئی تھی، جناب فاروقی صاحب نے کراچی میں ایک بیان دیا تھا جس میں انہوں نے اراکین پارلیمنٹ کے گھیراؤ کا ذکر کیا تھا اور وہ پریویلیج کمیٹی کے سپرد ہو چکی ہے اور اس وقت بھی یہ مسئلہ زیر بحث آیا تھا اور چونکہ یہ ہاؤس فیصلہ کر چکا تھا کہ کوئی جماعت یا تنظیم پارلیمنٹ کے ممبرز کے اوپر کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈال سکتی خصوصاً جس وقت وہ مسئلہ زیر بحث ہو اور یہی پوائنٹ آپ کو ایڈمیسیبلٹی کے لیے سوچنا چاہیئے کہ جب پارلیمنٹ کے پاس اس وقت موجودہ بل جو شریعت بل ہے، کس shape میں یا کس شکل میں گورنمنٹ اس کو قبول کرتی ہے یا پبلک اس کو منظور کرتی ہے، وہ الگ مسئلہ ہے، لیکن اس وقت ایک عام پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ حکومت شریعت کے خلاف ہے جب کہ آپ دیکھیئے کہ آج ہی کی بحث میں میرے بھائی قاضی حسین احمد نے اسی آئین میں سے پڑھ کر سنایا کہ شریعت کے سلسلے میں حکومت کے کیا فرائض ہیں اور ہمارے وزیراعظم صاحب نے بار بار کہا ہے کل مانسہرہ میں بھی انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ حکومت شریعت کا نظام رائج کرے گی تو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ حکومت شریعت کے خلاف ہے۔ جب کہ ہو سکتا ہے کہ کسی کا نظریہ ہو (میرا یا کسی اور کا) کہ اس بل میں کچھ ایسے الفاظ ہوں جن کی ہم ترمیم کرنا چاہتے ہیں اس کا نقطہ اس طرح گھمایا جا رہا ہے کہ ساری چیزیں شریعت کے خلاف ہیں، میں پوچھتا ہوں کہ ہم سب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں کیا کوئی ہے اس قسم کا شخص جو یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ حکومت یا اس کا کوئی ممبر شریعت کے خلاف بات کہہ سکتا ہے، اگر ہم بل کے خلاف بات کرتے ہیں تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ہم شریعت کے خلاف بات کہہ رہے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ آپ اس موشن کو ایڈمٹ کریں اور اس کو

[Lt. Gen. (Retd.) SAEED QADIR]

اسی کمیٹی کے حوالے کر دیں جو کہ پہلے اس قسم کی ایک تحریک کی تفتیش کر رہی ہے اور اس ہاؤس کے سامنے اس کمیٹی کا نظریہ آئے بلکہ سب جماعتوں کو ایک تنبیہ جانی چاہیئے کہ اراکین پارلیمنٹ کے اوپر کوئی بھی دباؤ نہیں ڈال سکتا جب کہ کوئی بل اس وقت وہاں ڈسکس ہو رہا ہو۔ آپ کا شکریہ۔

جناب جاوید جبار: ہم سب اس کی تائید کرتے ہیں ۔

قاضی عبداللطیف: گزارش یہ ہے کہ میں بھی اس ایوان کا ایک رکن ہوں، آج تک اس قسم کے بیانات مختلف لوگوں کی طرف سے آرہے ہیں جن میں اس ایوان کو اپنے فرائض منصبی کی طرف توجہ دلانا مقصود ہوتا ہے۔ جس طریقے سے وزیراعظم صاحب مختلف جلسوں میں یہ ہی کہتے ہیں کہ ہمارا مقصد بغیر اسلام کے اور کچھ نہیں ہے ، ہم یہاں اسلام لا کر ہی رہیں گے۔ تو یہ ان کی بات کی تائید ہے ان کی مخالفت کیسے ہو گئی، مجھے افسوس یہ ہے کہ یہ بل اگر سرحد کے ایک معزز رکن کی طرف سے پیش ہوا اگر ایسا نہ ہوتا بلکہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو ہمیں خوشی ہوتی۔ آج تک مختلف جماعتوں کی طرف سے کھلم کھلا یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم ان اسمبلیوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ کسی کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ ان کے خلاف وہ تحریک استحقاق پیش کرتے ، یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم اس ملک کو تسلیم نہیں کرتے، کسی کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ اس کے متعلق وہ تحریک استحقاق پیش کرتے، یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم اس ملک کو تقسیم کر کے رہیں گے۔ لیکن کسی کو اس کے متعلق بھی یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ تحریک استحقاق پیش کرے ،لیکن اگر علماء کی طرف سے اس قسم کی کوئی توجہ دلائی جاتی ہے تو اس پر مجھے افسوس ہے یہ لوگ سیخ پا کیوں ہو جاتے ہیں جب کہ یہ خود کہتے ہیں کہ ہم اسلام لانے والے ہیں جب اسلام لانے والے ہیں تو پھر اس کے بعد اگر کوئی کہتا ہے کہ اسمبلی کے فرائض میں یہ داخل ہے کہ وہ اسلام لائے اور شریعت لائے تو پھر اس میں اعتراض کی بات کون سی ہے اور اس میں استحقاق کیا بنتا ہے میں بھی اس ایوان کا رکن ہوں میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا اور میں اس کی شدید مخالفت کرتا ہوں۔

جناب وسیم سجاد: جناب والا! پارلیمنٹ کا فرض ہوتا ہے کہ وہ قانون سازی کرے اور قانون سازی کے لیئے عوام اپنی پارلیمنٹ کو منتخب کرتے ہیں اور ممبران عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے اور اپنے فرائض کے علاوہ قانون سازی کا حق بھی ادا کرتے ہیں، یہ قانون سازی کرنا نہ صرف مغربی روایات ہیں، اسلامی روایات میں بھی اسلامی اصولوں کے تحت بھی ہے۔ میری ایک گذارش ہے کہ پارلیمنٹ کو قانون سازی کا حق ہے اور میں جناب کی توجہ علامہ اقبال کی اس کتاب کی طرف دلانا چاہتا ہوں جہاں پہ انہوں نے

فرمایا ہے کہ موجودہ زمانے میں اگر اجماع ہو سکتا ہے یا اس کی کوئی پریکٹیکل شکل ہو سکتی ہے تو وہ صرف پارلیمنٹ کے ذریعے ہو سکتی ہے۔

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب استحقاق کی بات کرنی چاہیئے، اس وقت وہ بل زیر بحث نہیں ہے کہ جس کے متعلق یہ اجماع کی تعریف ہمیں سناتے ہیں، یہ اس وقت ہو جب کہ یہ بل زیر بحث آئے۔

جناب وسیم سجاد: جناب میں اسی طرف آ رہا ہوں کہ کس طرح یہ استحقاق مجروح ہوتا ہے تو میں یہ عرض کر رہا تھا جناب کہ کسی اسلامی ملک میں پارلیمنٹ اسلامی اصولوں کے تحت قانون سازی کا حق رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اگر خلیفہ مقرر کیا ہے تو کسی شخص کو نہیں کیا، اُمت کو کیا ہے اور تمام اُمت اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت خلیفہ کی حیثیت کے تحت قانون سازی کا حق رکھتی ہے۔ میں جناب کی توجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جب حضرت معاذ بن جبل کو گورنر مقرر کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ بتاؤ تم وہاں جا کر کیسے فیصلے کرو گے انہوں نے کہا کہ میں قرآن کی روشنی میں کرونگا تو پھر فرمایا کہ اگر قرآن سے روشنی نہ ملی تو انہوں نے کہا کہ میں سنت رسول کے تحت فیصلہ کروں گا تو آپ نے فرمایا کہ سنتِ رسول سے بھی روشنی نہ ملی تو کیا کرو گے تو انہوں نے کہا کہ میں جناب اپنی عقل استعمال کروں گا۔ یہ جو عقل اور انسانی سوچ ہے اس کی اجتماعی شکل آج کل پارلیمنٹ ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو حق دیا ہوا ہے کہ ان مسائل کو جو کہ روز مرہ کے مسائل ہیں جن کے واضح احکامات قرآن وسنت میں نہیں ہیں کو اپنی سوچ کے مطابق اپنے حالات کے مطابق طے کیا جائے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کو ایک ابدی دین کہا گیا ہے کہ ہر زمانے میں ہر دور میں ہر مسئلے کا حل قرآن وسنت میں موجود ہے اور وہ اسلیئے موجود ہے کہ قرآن وسنت کے احکامات کو سامنے رکھتے ہوئے آپ اپنے حالات کے مطابق قانون سازی کریں گے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو بیان جناب امیر جماعت اسلامی نے دیا ہے یہ دانستہ طور پر عوام کو گمراہ کرنے کے لیئے یہ تاثر دیا گیا ہے کہ شاید حکومت و پارلیمنٹ شریعت نہیں چاہتی اور ہم شریعت چاہتے ہیں جناب والا! یہ مسلم لیگ پاکستان کی خالق جماعت جس کا منشور جس کا نصب العین جس کا واحد مقصد عوام کو ایک ایسا خطّہ زمین دینا جہاں پر اسلام کی حکمرانی ہو گی، قرآن وسنت کی حکمرانی ہو گی یہی واحد مقصد تھا جس کے لیئے پاکستان قائم کیا گیا اور اس مقصد کی تکمیل کے لیئے آپ نے آئین کے

[MR. WASIM SAJJAD]

مختلف حوالہ جات قاضی حسین احمد صاحب کی جانب سے سنے یہاں پر واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ یہاں پر اسلام کی حکمرانی ہوگی قرآن وسنت کی حکمرانی ہوگی انہوں نے آرٹیکل ۲۲۷ پڑھا جس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے یہاں پر قرآن وسنت ملک کے اعلیٰ ترین قانون ہونگے یہاں ان کی حکمرانی ہوگی - جناب والا! یہ تاثر دینا سب سے سنگین قسم کی استحقاق مجروح کرنے والی بات ہے کہ حکومت یا پارلیمنٹ شریعت کے حق میں نہیں ہے جناب والا! ہم صرف شریعت کے لئے پیدا ہوتے ہیں، شریعت کو نافذ کرنا ہمارا مقصد ہے لیکن شریعت بل "شریعت" نہیں ہے جناب ؟ یہ قوم کو پتہ ہونا چاہئیے کہ شریعت بل شریعت نہیں ہے جناب والا! قرآن وسنت شریعت ہے - - - .

قاضی عبداللطیف : - پوائنٹ آف آرڈر، یہ کون سی بات ہو رہی ہے - ان کو کیسے استحقاق پہنچ گیا ہے کہ شریعت بل شریعت نہیں ہے - اسمبلی نے کوئی فیصلہ کیا ہے یا علماء نے اس کے متعلق کچھ کہا ہے - وہ کہہ رہے ہیں کہ شریعت بل شریعت نہیں ہے یہ استحقاق اس کو کیسے مل گیا ہے -

جناب ڈپٹی چیئرمین : قاضی صاحب جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں وسیم سجاد صاحب اس کی تائید ہی کر رہے ہیں - باقی کہنے میں کچھ تھوڑا سا فرق ہے -

مولانا سمیع الحق : پوائنٹ آف آرڈر، میں اپنے فاضل دوست جناب وسیم سجاد کو پہلی دفعہ اردو میں اس پر جوش خطاب پر مبارکباد دیتا ہوں اور ان کو یاد دلاتا ہوں کہ اس تقریر کا یہ موقع نہیں ہے - شریعت بل کا وقت آئے گا یہ جوش وخروش اس وقت ظاہر کریں -

جناب وسیم سجاد : - جناب والا! جوش اسلئے ہے کہ میرے دین کی بات ہو رہی ہے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کا نام شریعت ہے - "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول"، کا نام شریعت ہے کسی انسان کو کسی انسان کی سوچ کو چاہے وہ کتنا ہی بڑا انسان کیوں نہ ہو، عالم کیوں نہ ہو، بہت بڑا انسان کیوں نہ ہو اس کو ہم شریعت نہیں کہہ سکتے - انسان کی سوچ بدلتی رہتی ہے - انسان کی سوچ میں خامیاں ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بہت برسوں بعد لوگوں نے اپنے مسائل پر سوچنا شروع کیا اور ان مسائل کا حل تلاش کیا جس کا واضح حکم قرآن وسنت میں نہیں تھا - اسی طرح فقہ نے جنم لیا اور فقہ نے جب جنم لیا تو اس میں اختلافات آئے اور ہمارے سنی جو حضرات ہیں ان میں بھی چار مکاتب فکر ہیں - امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام حنبل اور ہمارے جو شیعہ بھائی ہیں ان کا فقہ "فقہ جعفریہ" ہے یہ انسانی سوچیں ہیں اسلئے ان میں فرق ہوتا ہے لیکن

اللہ اور اس کے رسول کے حکم میں کوئی فرق نہیں ہے جناب ! اللہ اور رسول کا حکم شریعت ہے۔ اس کی بالادستی ہے آئین میں ہے قرآن میں ہے اور ہماری جو ساری زندگی ہے اس کا مقصد ہی قرآن وسنت کی بالادستی قائم کرنا ہے۔

جناب والا ! یہ جو انہوں نے بیان فرمایا ہے یہ صریحاً استحقاق مجروح کرتا ہے اور اس کا حوالہ جناب اس کتاب کے صفحہ ۲۳۲ سے دکھاتا ہوں جہاں پر لکھا ہوا ہے کوئی ایسا بیان جاری کرنا جس کا مقصد ممبران پارلیمنٹ کو دھمکی دینا ہو اگر آپ نے یہ کام نہ کیا تو آپ کو یہ بھگتنا پڑے گا یہ استحقاق مجروح کرنے والی بات ہے اور جس طرح جناب جنرل سعید قادر نے فرمایا پہلے بھی جناب کے سامنے یہ مسئلہ زیر غور رہا ہے۔ جناب جاوید جبار نے اسی قسم کی ایک تحریک پیش کی تھی جس کو منظور کیا گیا تھا اور استحقاق کمیٹی کے سامنے اس کو بھیج دیا گیا تھا تو میں جناب یہ عرض کروں گا کہ اس طرح پارلیمنٹ کے وقار کو مجروح کرنا لوگوں میں یہ تاثر قائم کرنا کہ شاید پارلیمنٹ شریعت نہیں سمجھتی یا اس کے حق میں نہیں ہے جناب یہ بالکل غلط تاثر ہے میں اپنے بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں اس قسم کی فضا نہ بنائیں سچائی کی بات کریں۔ یہاں مقصد یہ ہے کہ شریعت بل میں جو آپ نے باتیں لکھی ہیں وہ کیا قابل قبول ہیں ؟ حکومت یہ نہیں چاہتی کہ یہاں ہر ایک کی سوچ شریعت بن جائے ہم چاہتے ہیں کہ صرف اللہ اور اس کے رسول کا قانون اس ملک میں قائم ہو اور اس کے لیے جان تک دینی پڑی تو ضرور دینگے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ ! محرک نے ایک سیاسی جماعت 'جماعت اسلامی' کے قائد میاں طفیل محمد صاحب کے ایک اخباری انٹرویو سے مجروح ہونے والے استحقاق کا سوال اٹھایا ہے میاں طفیل محمد صاحب کا یہ انٹرویو روزنامہ 'نوائے وقت'، راولپنڈی مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا تھا اس انٹرویو کے مطابق جماعت اسلامی کے لیڈر نے کہا ہے کہ اگر اراکین پارلیمان اپنی مدت پوری کرنا چاہتے ہیں تو ان کو چاہیئے کہ وہ بغیر کسی تاخیر کے شریعت بل کو منظور کریں۔ اگر اراکین پارلیمان اس قومی مفاد کو پس پشت ڈالتے ہیں تو پھر وہ ۱۹۸۸ء کے بعد اقتدار میں رہنے کے قابل نہیں رہیں گے انہوں نے مبینہ طور پر یہ بھی کہا ہے کہ شریعت بل کو منظور کرنا اور اس کے ذریعے ملک کے نظریہ کی تکمیل کرنا اراکین پارلیمانی کا مذہبی اخلاقی اور قومی فریضہ ہے۔ جب میاں طفیل محمد صاحب سے یہ سوال کیا گیا کہ اگر پارلیمان کے ممبران نے یہ بل منظور نہ کیا تو پھر جماعت اسلامی کیا کرے گی تو انہوں نے کہا کہ جماعت اپنے راہ عمل کے حق کو محفوظ رکھتی ہے اور اس موقع پر واضح طور پر کچھ نہیں

[MR. DEPUTY CHAIRMAN]

کہے گی۔ پریس میں شائع ہونے والے میاں صاحب کے اس بیان سے یہ نتیجہ اخذ کرنا ممکن نہیں کہ میاں صاحب نے اپنے اس بیان کے ذریعے ارکان پارلیمان کو کسی قسم کی دھمکی دی ہے۔ انہوں نے صرف اس امر کی نشاندہی کی ہے کہ شریعت بل کو منظور کرنا اراکین پارلیمان کا مذہبی، اخلاقی اور قومی فریضہ ہے جو قاضی حسین صاحب نے دستور کے آرٹیکل ۲، ۳۱، اور ۲۲۷ کا بھی ذکر کیا ہے یہ حکومت کے فرائض میں سے ہے۔ میاں صاحب نے جو کچھ اپنے پریس انٹرویو میں کہا ہے وہ اس معاملہ میں ان کا ذاتی خیال ہے جمہوری نظام جس کے تحت اس وقت پارلیمنٹ کام کر رہی ہے کسی بھی سیاسی معاملہ یا عام قومی مفادات کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرنے اور رائے کے پرچار کا حق ہر شہری کو بشمول سیاسی قائدین کے حاصل ہوتا ہے۔ دسمبر ۱۹۸۵ء میں آئین کی بحالی اور مارشل لاء کے اٹھائے جانے کے بعد آئین کے باب بنیادی حقوق کے تحت اس کو یقینی بنایا گیا ہے لہٰذا مولانا آئین کے آرٹیکل ۱۹ کے تحت حاصل کردہ آزادی تحریر و تقریر کے اپنے جائز آئینی حق کو استعمال کر رہے ہیں۔ ایسا کرتے ہوئے کسی بھی خیال و دلیل کی بنا پر یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ انہوں نے محرک کے مبیّنہ بیان کے مطابق ایوان کے کسی پارلیمانی استحقاق کی خلاف ورزی کی ہے دوسرے لوگوں کے نقطہ نظر کو تحمل و بردباری سے سننا چاہیئے وہ کتنا ہی ناخوشگوار کیوں نہ ہو تمام دنیا کے ایسے ممالک جہاں جمہوریت قائم ہے ایسے اختلاف کو صحیح جمہوریت اور جمہوری اصولوں کی اصل روح سمجھا جاتا ہے۔ حتمی تجزیہ کرنے کے بعد یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تحریک میں کوئی مخصوص سوال نہیں اٹھایا گیا ہے جس سے اس ایوان کے استحقاق کی خلاف ورزی ہو اور سینیٹ کی مداخلت کی ضرورت ہو لہٰذا تحریک کو زیر قاعدہ ۵۹ (دوم) اور (سوم) کے تحت خلاف ضابطہ قرار دیا جاتا ہے۔

یہ قاضی حسین احمد صاحب کی ایک پرویلج موشن ہے۔ جو ڈیفر کی گئی تھی آپ اگر مناسب سمجھتے ہیں تو اس کو take up کر لیتے ہیں۔

(II) *RE:* STATEMENT OF ANP LEADER DIRECTING HIS WORKERS TO PREPARE A HIT LIST OF JI AND JIT WORKERS.

قاضی حسین احمد: بہت شکریہ جی آپ کا۔ جناب میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں عوامی نیشنل پارٹی نے اپنی میٹنگ مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۸۷ء منعقدہ پشاور میں جماعت اسلامی کے

لیڈروں اور اسلامی جمعیت طلباء کے کارکنوں کی hit list تیار کر لی ہے جس کا اعلان پارٹی کی طرف سے صوبائی صدر نے ایک پریس کانفرنس میں کر دیا ہے۔ جماعت اسلامی کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے مجھے اور میری پارٹی کے دوسرے لیڈروں کو اس طرح اعلانیہ اور براہ راست دھمکی دی گئی ہے جس سے بحیثیت ممبر سینیٹ میرا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ میرے استحقاق پر ایوان غور کرے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس پر آپ جو فرمانا چاہتے ہیں فرمائیں۔

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین! ملک کی ایک پولیٹیکل پارٹی جس کو یہاں جلسے کرنے اور جلوس کرنے کا بھی حق ہے۔ اس کی طرف سے اس کی جو مرکزی باڈی ہے اس کے اندر اس طرح کی hit list کا مطلب تو یہ ہے کہ فلاں فلاں آدمی کو ہم نے نشان زد کر لیا ہے اور ان کو ہم قتل کریں گے۔ یعنی hit list سے مراد ہی یہی ہے کہ یہ یہ لوگ ہمارا ہدف ہیں یہ نشان زد ہو گئے ہیں اور ہم ان کو قتل کریں گے۔ اب اس طرح کا فیصلہ میٹنگ میں ہوتا ہے پھر ایک پریس کانفرنس کے اندر پارٹی کا ایک ذمہ دار لیڈر کھلے عام یہ اعلان کرتا ہے کہ یہ لسٹ ہم نے تیار کر لی ہے اور اس کے بعد ہم دوبارہ اس کے لیئے میٹنگ کریں گے اور ہم ان لوگوں کو قتل کریں گے۔ اس طرح کی دھمکی سے نہ صرف یہ کہ بحیثیت ممبر سینیٹ کے میرا استحقاق مجروح ہوتا ہے بلکہ ایک عام شہری کے لیئے بھی اس طرح کی اگر کوئی دھمکی دی جائے تو قانون کو خود بخود حرکت میں آنا چاہیئے لیکن مجھے حیرت ہے کہ ملک کے اندر ایک ایسی حکومت موجود ہے جو بڑے بلند بانگ دعوے کرتی ہے اور جس کے وزیر قانون اور اور وزیر داخلہ صاحب، آج بڑے پر جوش ہیں اور آج انہوں نے اپنی جان قربان کر دینے کا بھی اعلان کر دیا ہے اس سلسلے میں میں ان کے اس جذبے کی تعریف کرتا ہوں اور جس طرح وہ ماشاءاللہ اب orator بن گئے ہیں اور اب وہ سیاسی اور پولیٹیکل لیڈر بن رہے ہیں اور ایک ٹیکنوکریٹ کی بجائے وہ سیاست کے میدان میں آئے ہیں اور اپنی پارٹی کے exponent ہو گئے ہیں اور اسلام کے علمبردار بن گئے ہیں ہم ان کی قدر کرتے ہیں لیکن میں نے یہ جو تراشا دیا ہے یہ ملک کے ایک مؤقر جریدے "ڈان"، جمعرات مارچ ۲۶ کا ہے اور اس میں کہا گیا ہے

DAWN, Thursday, March 26, 1987.

"Khan Abdul Wali Khan, Begum Nasim Wali Khan and

[QAZI HUSSAIN AHMAD]

other top leaders of the party from NWFP decided to prepare the lists of those Jamaat activists and leaders who pose a danger to the lives of ANP men in the province."

اور پھر کہا ہے کہ

"At a press conference Mr. Latif Afridi announced a five point decision taken by the provincial executive according to which the ANP men have been asked to prepare lists of Jamaat-e-Islami leaders, JI activists and their supporters for use in case of an emergency to organize Nangiale Pukhtoon."

اب یہ کھلی ہوئی دھمکی ہے اس کھلی ہوئی دھمکی میں، میں اور کچھ نہیں بڑھانا چاہتا لیکن یہاں یہ تحریک استحقاق حکومتی پارٹی کے ایوانوں کی طرف سے اور ممبران کی طرف سے پیش ہوتی ہیں۔ وزیر داخلہ اور وزیر قانون اس کو سپورٹ کرتے ہیں کہ میاں طفیل محمد صاحب نے پارلیمنٹ کے ممبران کے استحقاق کو مجروح کیا ہے لیکن ملک میں ایسے لوگ موجود ہیں جو کھلم کھلا یہ کہتے ہیں کہ ہم باہر سے اسلحہ لاتے ہیں، اور ہم اپنے دوستوں سے سینکڑوں ٹرک اسلحہ کے لائیں گے ملک کے اندر ایسے لوگ موجود ہیں کہ جلسے کرتے ہیں اور اس میں کلاشنکوف کی نمائش کرتے ہیں۔ مردان، سوات اور جگہ جگہ ایسے جلوس آرگنائز کر رہے ہیں اور ایسے جلسے جس میں ایک ایک ہزار تک کلاشنکوف کی نمائش کی جاتی ہے اور اس میں کلاشنکوفوں کی فائرنگ بھی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ یہ دھمکی بھی دی جاتی ہے کہ ہم باہر سے اپنے دوستوں کو بھی لائیں گے، اسلحہ بھی لائیں گے ملک کے خلاف بھی باتیں ہو رہی ہیں یہ تمام کام اس ملک میں ہو رہے ہیں اور اس میں حکومت ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ پارٹی کے لیڈرز کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں اسمبلی کے ممبروں کو، سینیٹرز کو، اور عام پرامن شہریوں کو، تو اس صورتحال میں جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کا فرض ہے۔ اور اس ایوان کا بھی فرض ہے کہ اپنے ممبران کے استحقاق، ان کی جان و مال اور ان کی عزت و آبرو کے لیے وہ کوئی مناسب انتظام کریں اور اس کی خاطر یہ تحریک استحقاق استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی جائے اور اس کا بغور جائزہ لے کر کوئی اس طرح کا فیصلہ کرے کہ اس طرح کے بیانات اور فیصلوں کا سدباب کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب راجہ نادر پرویز صاحب۔

PRIVILEGE MOTION:
RE: STATEMENT OF ANP LEADER DIRECTING HIS WORKERS TO PREPARE A HIT LIST OF JI AND JIT WORKERS

Raja Nadir Pervaiz Khan: Sir, I oppose the privilege motion. I would like to add that as Kazi Sahib has said, this privilege motion relates to the news item in one of the daily newspapers of the country regarding a 'hit list' being prepared by members of the Awami National Party and this was disclosed at one of the press conference which was headed by the provincial chief in Peshawar.

We have checked up with the provinicial government. The Federal Government and the Provincial Government is not aware of any such 'hit list' being prepared by a political party. It is further submitted that the authenticity of the news items which appear day to day in the newspapers cannot be vouched, cannot be taken as granted and it does not determine that the privilege of an honourable member has been breached. But I assure you Sir, that the Provincial and the Federal Government are taking all the measures to ensure that the life and property of the members and the citizens of the country are protected.

The other thing is that the political process in this country has started. Democratic institutions are being strengthened day by day. Political parties keep on issuing statements against different political parties and this is being projected by the national newspapers. This thing should not be taken as a personal threat to a person. Keeping this thing in view, Sir, I oppose the motion and I request you, Sir, that this does not become a privilege motion.

قاضی حسین احمد: جناب والا! کیسے انکار کر سکتے ہیں پریس کانفرنس میں لطیف آفریدی نے کہا ہے اخبار میں ہے کوئی اڑتی ہوئی خبر تو نہیں ہے۔ اس نے خود کہا ہے وہ پریس کانفرنس کرتا ہے آپ کہتے ہیں کہ آپ اس نیوز آئیٹم کی authenticity کو چیلنج کرتے ہیں۔ آپ کہیں کہ انہوں نے Hit list تیار کی ہے اس کے باوجود ہم ان کو support کرتے ہیں اور تمہاری مخالفت کرتے ہیں۔ یہ کہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی صاحب یہ کس تاریخ کے اخبار میں آیا ہے؟

قاضی حسین احمد: یہ جناب "Dawn" Thursday, 26th March, 1987 اپنے پریس کانفرنس کی ہے آپ کیسے deny کر سکتے ہیں اس کی authenticity کو آپ یہ کہیں کہ ٹھیک ہے لسٹ تیار کی ہے لیکن ہم تمہارے خلاف اس hit list تیار کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

راجہ نادر پرویز خان: میں نے سر کہا ہے کہ ہمارا پراونشل گورنمنٹ کے ساتھ رابطہ ہے انہوں نے ہمیں کوئی ایسی confirmation نہیں دی کہ انہوں نے کوئی ایسی hit list تیار کی ہے ۔ ۔ ۔

قاضی حسین احمد: بھائی اس نے اپنی پریس کانفرنس میں کہا ہے آپ کہتے ہیں کہ اس نے نہیں کی ۔ ۔ ۔ ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی حسین بخش بنگلزئی صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔

میر حسین بخش بنگلزئی: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے متعلقہ وزیر صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ "ڈان" ایک موقر نیوز پیپر ہے یہ پریس کانفرنس "ڈان" میں شہ سرخیوں سے چھپی ہے یا تو قومی نیوز پیپرز ملک کے معاملات میں ایک dirty role ادا کر رہے ہیں fraction پیدا کر رہے ہیں ۔ پولیٹیکل پارٹیز میں ایک دوسرے کے درمیان نفرت پیدا کر رہے ہیں اگر منسٹر صاحب کے پاس صوبائی حکومت کی طرف سے کوئی لسٹ موجود نہیں ہے تو پھر اس ہاؤس کو حق پہنچتا ہے کہ "ڈان" سے یہ پوچھا جائے کہ "ڈان" نے یہ خبر دے کر لوگوں میں نفرت پیدا کرنے کی کیوں کوشش کی ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی ۔ راجہ نادر پرویز صاحب آپ اس پر کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

راجہ نادر پرویز خان: جناب میں نے پہلے عرض کیا ہے ۔ اخباروں میں اس قسم کی دھمکیاں سیاسی پارٹیاں ایک دوسرے کو دیتی رہتی ہیں ۔ ان کے سیاسی اختلافات ہوتے ہیں لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اس ایوان کی کارروائی اس بیان سے کیسے متاثر ہوتی ہے ۔ ان کا استحقاق کیسے مجروح ہوتا ہے ۔ سینیٹ کی کارروائی میں اس کا دخل کیسے ہو جاتا ہے کہ اس کارروائی کو روک کر ان کی تحریک استحقاق پر بحث کی جائے ۔ ۲۶ مارچ کو جو انہوں نے بیان دیا ہے وہ اس ایوان کی کارروائی پر کس طرح اثر انداز ہوتا ہے ۔ ان کے پاس عدالتیں ہیں ۔ ان کے پاس پروسیجر موجود ہے ۔ یہ اخبار کے خلاف قانونی کارروائی کر سکتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی ۔

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کروں گا جناب نادر پرویز صاحب کی خدمت میں کہ میں آپ کے اس ایوان کا ایک رکن ہوں ۔ میں سینیٹر ہوں اور سینیٹ کے ممبر کی حیثیت سے میرے کچھ حقوق ہیں اور اس ایوان کا بھی فرض ہے اگر مجھے کسی نے دھمکایا ہے

تو بحیثیت سینیٹر میرا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سیاسی پارٹیاں کبھی ایک دوسرے کو یہ دھمکیاں نہیں دیتیں کہ تمھیں قتل کر دیں گے اور تمھاری ہٹ لسٹ ہم نے تیار کر لی ہے۔ یہ سیاست نہیں ہے سیاسی پارٹیوں کا ایک خاص دائرہ کار ہوتا ہے، حدود ہوتی ہیں، ان حدود میں رہ کر بات بھی کی جاتی ہے، ان حدود میں رہ کر ایک دوسرے کے خلاف سخت بات بھی کی جاسکتی ہے۔ یہ کسی بھی سیاسی پارٹی کے کسی آدمی کا حق نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے کو یہ دھمکی دے کہ میں تمھیں قتل کر دوں گا تمھاری ہم نے ہٹ لسٹ تیار کر لی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ محرک نے یہ سوال اٹھانا چاہا ہے کہ روزنامہ "ڈان" مورخہ ۲۶ مارچ ۸۷ء میں شائع ہونے والے اخباری بیان سے ان کے استحقاق کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ اس بیان کے مطابق ایک سیاسی جماعت اے این پی کے لیڈروں نے مبیّنہ طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ جماعت اسلامی کے ایسے سرگرم کارکنوں اور لیڈروں کی فہرست تیار کی جائے جو اے این پی کے کارکنوں کے لیئے خطرہ کا باعث ہیں۔ جماعت اسلامی کا ہر رکن جس میں ان کے لیڈر اور سرگرم کارکن شامل ہیں، ایک عام شہری کی طرح قانونی تحفظ کے حق دار ہیں۔ ایک عام شہری کی نسبت انہیں زیادہ حقوق حاصل نہیں ہیں۔ اس طرح محرک کو بحیثیت ایک شہری برابر کے حقوق حاصل ہیں سینیٹ کے رکن کی حیثیت سے وہ ملک کے عام شہری سے زیادہ حقوق کا دعویٰ نہیں کر سکتے بجز ان حقوق کے جو انہیں سینیٹر کے طور پر دستوری فرائض کی بجاآوری کے لیئے حاصل ہیں۔ کسی سیاسی جماعت کے قائد کے طور پر معزز رکن کی جو حیثیت ہے وہ ایک بات ہے اور سینیٹ کے رکن کے طور پر ان کی حیثیت دوسری بات ہے۔ ان دونوں حیثیتوں میں نمایاں فرق ہے۔ دریں حالات یہ قرار دینا ممکن نہیں ہے کہ بحیثیت سینیٹر محرک کے پارلیمانی استحقاق کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ تحریک کا نوٹس ۳۱ مارچ ۱۹۸۷ء کو موصول ہوا ہے جب کہ روزنامہ "ڈان" میں مذکورہ بیان ۲۶ مارچ ۱۹۸۷ء کو شائع ہوا تھا اس طرح سوال کا استحقاق اٹھانے میں بہت تاخیر کی گئی ہے لہٰذا اس تحریک میں جو نکہ خصوصی معاملہ کو اولین موقع پر اٹھایا نہیں گیا اور نہ اس میں سینیٹ کی مداخلت درکار ہے یہ صوبائی مسئلہ ہے اس لیئے اسے قاعدہ ۹۵ (دوئم) اور (سوئم) کے تحت میں خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

Adjournment Motions

جناب ڈپٹی چیئرمین: نمبر ایک طارق چوہدری صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے اس کو ملتوی کر دیتے ہیں۔ تحریک التوا نمبر ۲ عبدالرحیم میر داد خیل صاحب کی ہے۔ عبدالرحیم میر داد صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے اور وزیر تعلیم صاحب کی درخواست ہے کہ وہ خود ایوان میں اپنا بیان دینا چاہتے ہیں کیونکہ یہ ان کے اپنے ذاتی بیان کے بارے میں ہے تو یہ ان کی ریکویسٹ ہے۔

جناب وسیم سجاد: چونکہ محرک ایوان میں موجود نہیں ہے تو ضابطے کے مطابق یہ ختم ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ضابطہ تو یہی ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ جو لوگ نہیں ہیں ان کو موقع دے دیا جائے۔

قاضی حسین احمد: جناب آپ نے اچھی رولنگ دی ہے۔ چونکہ ان کی درخواست ہے اسلئے اسے ڈیفر کر دیں۔

جناب شاد محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جناب شاد محمد خان صاحب۔

جناب شاد محمد خان: جناب والا! یہ ایک نئی رسم نہ ڈالیں۔ ان لوگوں کو پابندی کرنی چاہیئے۔ ان کو اپنی تحریک کو pursue کرنا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے جی ان کو ڈیفر نہیں کرتے۔ جی جناب قاضی صاحب۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ پرسوں اس نے کہا تھا کہ اتوار کے دن میں چھٹی پر رہوں گا۔ جس وقت آپ نے اس کو ملتوی کیا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بالکل ٹھیک ہے۔ اس کو ڈیفر کیا۔ مجھے یاد آیا۔ sorry عبدالرحیم میر داد خیل صاحب نے کہا تھا کہ میں اتوار کو چھٹی پر رہوں گا اور میں نے وعدہ کیا تھا کہ جس دن آپ موجود ہوں گے اس دن اس کو لے لیں گے۔ شکریہ قاضی صاحب۔ نمبر ۳ بھی عبدالرحیم میرداد صاحب کی ہے نمبر ۴ بھی میرداد صاحب کی ہے۔ نمبر گیارہ قاضی عبداللطیف صاحب کی ہے اور نمبر ۱۸ چوہدری طارق صاحب کی ہے۔ یہ دونوں ملتی جلتی ہیں۔ ان کا نفس مضمون ایک ہے۔ آپ فرمائیے طارق صاحب تو نہیں ہیں۔

ADJOURNMENT MOTION *RE:* BOMB BLAST IN A POLITICAL RALLY ORGANIZED BY 'JAMIAT AHL-E-HADITH' AT LAHORE.

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینٹ کی کارروائی روک کر حالیہ وقوع پذیر قومی اہم واقعہ پر بحث کی جائے ۔ روزنامہ 'نوائے وقت' مورخہ ۲۵۔مارچ ۸۷ء کی اطلاع ہے کہ لاہور کے جمعیت اہلحدیث کے جلسہ میں بم کا دھماکہ پانچ افراد ہلاک سو زخمی ہوئے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ اس پر کچھ فرمانا چاہتے ہیں ؟

قاضی عبداللطیف : جناب والا گزارش یہ ہے کہ یہ ملک کے امن وامان کا مسئلہ ہے ۔ بعض لوگ یہاں پر علی الاعلان یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم یہاں پر بموں کی سیاست کھیل رہے ہیں اور یہ کہ ہم لسٹیں تیار کر رہے ہیں ۔ جس طرح کہ ابھی آپ نے ایک تحریک استحقاق کے ضمن میں تفصیلات سُنی ہیں اس وقت ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے اگر اس کے متعلق ایوان کو بحث کرنے کا موقع نہ دیا گیا تو میرا خیال ہے کہ یہ وبا بڑھتی چلی جائے گی اور عام شہریوں اور معززین کے جان و مال اور عزت کی حفاظت خطرے میں پڑ جائے گی ۔ اس لئے میری گزارش ہوگی کہ اس پر ایوان کو بحث کرنے کا موقع دیا جائے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی راجہ صاحب ۔

Raja Nadir Pervaiz Khan: Sir, I beg to oppose the motion. It was a function arranged by the Jamiat Ahl-e-Hadith in Lahore on 23rd of March and all its top leaders were present there. The function started. There were people about 350 in the function of the Jamiat Ahl-e-Hadith at night at about 11.35 p.m. When Maulana Ehsan Elahi Zaheer got up to speak. There was a bomb blast on the stage Sir, resulting the death of eight persons and about hundred were injured. The people were immediately taken to the hospital but some of them succumbed to their injuries. Maulana Ehsan Elahi Zaheer was taken to Saudi Arabia where he breathed his last. The FIR was registered on the 24th in the Provincial Headquarters at the Ravi Road Thana under section 302, 307 PPC and 304 of Explosive Act. The bomb was approximately 3 Lbs in weight as given to us by the Bomb Disposal Expert. These facts and figures are the ones which I am stating Sir, have been given by the Provincial Headquarters. They have constituted a high powered committee who is investigating the case. They have announced compensation for the dead people and the people who were injured. The concerned people are investigating the case Sir, although it is about a month old but the Federal Government is in touch with the

[RAJA NADIR PERVAIZ KHAN]

daily progress of the case. I fully agree and share the sentiments of the honourable member Sir, but these are the things which are happening in the country. The elements who are against the country, the elements who are against the basic democratic process and institutions, the elements who are within our ranks demand to let down the present civilian government. They are taking all the steps to undo what the government is doing today. The Federal Government is fully alive to the situation Sir. We are totally in touch with the Provincial Government. It is basically a provincial subject and they have assured us that they will not leave any stone unturned to investigate the case to find out the culprits and to give them examplary punishment. I just want further to add Sir, that the situation of law and order has been discussed in both the Houses of the Parliament during the past six months. It is not a new subject. It is not a subject that is being discussed today, and this has been discussed previously also, and I request you Sir, that this does not cater for an adjournment motion to be discussed in the House of Parliament today. I, therefore, oppose the motion, Sir, and expect that the honourable member will not press his motion.

جناب ڈپٹی چیئرمین : قاضی صاحب ، اس کے بارے میں آپ کچھ مزید کہنا چاہیں گے۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! میں محترم وزیر صاحب کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے تفصیلات بتائی ہیں میں صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ یہ بتائیں گے کہ اس میں کچھ پیش رفت بھی ہوئی ہے یا نہیں۔ یعنی کتنے آدمی گرفتار ہوئے ہیں۔ یا اس سلسلے میں کوئی آدمی گرفتار بھی ہوا ہے یا نہیں یا اس وقت کیا پوزیشن ہے۔

راجہ نادر پرویز خان : جناب والا ! کچھ گرفتاریاں عمل میں لائی گئی ہیں چونکہ اس وقت کیس زیر تفتیش ہے اس لئے اس مرحلہ پر اس کی تفصیل دینا ، کیس کے خلاف ہوگا۔ اس لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ کیس کی پراگریس کی رپورٹ اس وقت دی جائے یہ اسی وقت ممکن ہوگا جب یہ کیس مکمل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : قاضی صاحب ! آپ اس پر مزید کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

قاضی عبداللطیف : میں اس پر زور نہیں دیتا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ناٹ پریسڈ، اب ایڈجرنمنٹ موشن کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم لیجسلیٹو بزنس لیتے ہیں۔

LEGISLATIVE BUSINESS

Mr. Deputy Chairman: Item No. 2 on the Orders of the Day. Consideration of the Bill to enforce Sharia in the country. [The Enforcement of Sharia Bill, 1985].

وزیر مذہبی اُمور نے ایوان سے یہ درخواست کی ہے اور میں یہ آپ کو پڑھ کر سُنا دیتا ہوں ۔

The Minister for Religious Affairs and Secretary for Ministry of Religious Affairs are abroad on official duty. The Minister for Religious Affairs has invited movers of the Bill on 3rd May, 1987, for discussion. In these circumstances, it is requested that the discussion on the Bill may be postponed.

یہ وزیر مذہبی اُمور نے بھیجی ہے، اس کے بارے میں آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔

قاضی حسین احمد: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

قاضی عبداللطیف: یہ جو آپ نے درخواست پڑھی ہے اُسے اردو میں بتایا جائے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اُردو میں یہ ہے کہ وزیر مذہبی اُمور کی طرف سے یہ ایک درخواست آئی ہے کہ وہ اور سیکرٹری مذہبی امور ملک سے باہر ہیں اس لئے انہوں نے اس بل کو تین تاریخ تک ملتوی کرنے کے لئے کہا ہے اس دوران میں انہوں نے ملک کے کچھ علماء سے بھی رابطہ رکھا ہوا ہے اور تین تاریخ کو آپ علماء حضرات سے جو کہ پارلیمنٹ میں ہیں اور باہر، ملنے کا پروگرام طے ہو چکا ہے اس لئے ان کی طرف سے یہ درخواست آئی ہے کہ تین تاریخ تک اس کو ملتوی کیا جائے ۔ مولانا سمیع الحق صاحب، آپ فرمائیں ۔ آپ کے پاس خانصاحب بیٹھے ہوئے ہیں ۔

مولانا سمیع الحق: جی ہاں، بڑے بڑے خان بیٹھے ہوئے ہیں ۔

ایک معزز رکن: جناب مولانا صاحب اپنی سیٹ پر نہیں ہیں ۔

مولانا سمیع الحق: کوئی حرج نہیں ہے، اگر وہ اجازت دے دیں تو کوئی بات نہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مولانا صاحب، آپ اپنی سیٹ پر آ کر اظہار خیال فرمائیں ۔

مولانا سمیع الحق: جناب والا! اس بات کے اعادہ کی بار بار ضرورت نہیں ہے کہ شریعت بل ملک اور قوم کا ایک اہم ترین مسئلہ ہے ۔ اس وقت پوری قوم کی نگاہیں اس پر لگی ہوئی ہیں صرف قوم ہی کی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں یہ چیز زیر بحث آ چکی ہے ۔ اور جو اسلام دشمن قوتیں ہیں، ان کو بھی یہ بات ہمارے ملک میں اور باہر ملک میں کھٹک رہی ہے ۔ سب سے اہم ترین بات پر جو تاخیری سلسلہ چلا ہے اس کو پوری قوم نے بے حد محسوس کیا ہے ۔ اس وقت ہمیں ایک دن ہی شاید مل رہا ہے ۔ اور ایک دن ۳ تاریخ والا ہے ۔ اب ان دو دنوں میں سے ایک دن کو ختم کرانا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صریحاً زیادتی ہے ۔ حاجی سیف اللہ صاحب پر کئی پہلوؤں سے یہ معاملہ موقوف نہیں ہے ۔ شریعت بل کا تعلق

[MAULANA SAMI-UL-HAQ]

مذہب سے نہیں ہے۔ بلکہ قانون سے ہے۔ مذہب، علمی اصلاحات میں محدود، عبادات وغیرہ جو ہیں۔ ان کا نام ہوتا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ اس میں نہ نماز کا ذکر ہے نہ روزہ کا ذکر ہے۔ اس میں تو قانون کی بات ہو رہی ہے کہ مسلمان کا قانون کیا ہے؟ اس کے مآخذ کیا ہیں؟ اور اس کے علاوہ اس میں مقننہ کی بات ہو رہی ہے کہ مقننہ پہ کیا کیا حدود ہیں۔ اس میں انتظامیہ کی بات ہو رہی ہے، یہ ساری چیزیں وزیر مذہبی اُمور کے کھاتے میں ڈال دینا، میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ٹالنے والی بات ہے۔ کیونکہ وزیر قانون صاحب موجود ہیں۔ شریعت بل کا تعلق براہِ راست وزارت قانون سے ہے۔ پھر جب اتنا اہم مسئلہ یہاں پیش تھا، تو انہیں وہاں کمرے بک کرانے کے لئے جانے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ کام کوئی ایک معمولی سیکرٹری بھی کر سکتا تھا کہ حاجیوں کے انتظامات کے لئے چلا جاتا۔ اس معاملہ کو یعنی کمروں کی بکنگ کو اتنا اہم سمجھ کر وہاں جانا، اسے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو شریعت بل کے سلسلے میں میدان سے بھاگ کر اس کو ٹالنے والی بات ہے۔ ہم اس کے ہرگز روادار نہیں ہیں۔ ہمارے بہت سارے معزز اراکین یہ کہتے ہیں کہ یہ سلسلہ کب تک چلتا رہے گا۔ ہمیں اور بھی اپنے کچھ بل پیش کرنے ہیں۔ قانون سازی کرنی ہے۔ دو سال سے یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ لہٰذا آپ اس پر بحث شروع کیجئے انشاءاللہ، شاید حاجی صاحب کے آنے تک یہ پاس بھی نہ ہو۔ آپ اس پر بحث شروع کیجئے اور ہم اس کے ہرگز روادار نہیں کہ آج بھی اس کو ملتوی کر دیں۔ میری یہی گزارشات ہیں اور یہی مؤدبانہ اپیل ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ نوابزادہ محمد علی صاحب۔

جناب محمد علی خان: جناب چیئرمین! یہ وزارتِ مذہبی اُمور کی طرف سے جو چٹھی آئی ہے۔ یہ بالکل جائز ہے اور بہت ہی معقول ہے۔ یہ بہت ہی اہم مضمون ہے۔ لہٰذا ان کی غیر حاضری میں ہمیں اس پر بحث نہیں کرنی چاہیئے۔ مولانا صاحب فرما رہے ہیں کہ اس میں تاخیر ہو رہی ہے۔ حالانکہ کوئی خاص تاخیر حکومت کی طرف سے نہیں ہوئی۔ وہ وہاں پر حج کے انتظامات کے سلسلے میں بھی گئے ہیں۔ اور سعودی عرب میں وہاں کے حج اور اوقاف کے وزیر کے ساتھ بھی انہیں ملاقات کرنی ہے۔ وہاں حج کے ایک وزیر ہیں۔ اور ان دنوں میں جتنے بھی اسلامی ممالک کے وزراء مذہبی اُمور ہوتے ہیں۔ عموماً ان سے ملاقات کے لئے جاتے ہیں لہٰذا انکی convenience پر یہ ٹائم مقرر کیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ وہاں تشریف لے گئے ہیں۔ چونکہ پہلی بار انہوں نے اس ایوان سے یہ درخواست کی ہے تو ہمیں چاہیئے کہ ان کی درخواست کو رد نہ کریں بلکہ اسے قبول کریں اور ان کے اخلاص کا ایک بیّن ثبوت یہ بھی ہے کہ انہوں نے ملک میں جتنے مختلف مکاتب فکر کے علماء ہیں، ان کے ساتھ ۳ تاریخ کو ملاقات کرنے کا انتظام کیا ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کی بھی یہ خواہش ہے۔

اور ہمارے نئے وزیر کی بھی یہ کوشش ہے کہ یہ شریعت بل بخیر و خوبی پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے اور اس میں کسی قسم کا روڑہ اٹکانے کی نہ کسی کو ضرورت ہے اور نہ کسی کی خواہش اور کوشش ہے اگر کچھ تاخیر ہوئی تو میں یہی سمجھوں گا کہ :-

ع ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا۔

شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! قاضی صاحب۔

قاضی حسین احمد: یہ جناب والا! ایک تاخیری حربہ ہے۔ آج ۲۶ تاریخ ہے اور اس کے بعد پھر ۳ تاریخ کو، یعنی ۳ مئی کو یہ دن آنے والا ہے۔ بجائے اس کے کہ حاجی سیف اللہ صاحب جو نئے وزیر ہیں، کافی دن وزیر بننے کے بعد یہاں رہے ہیں اور اس سلسلے میں بیان بھی دیتے رہے ہیں، وہاں جانے سے پہلے مذاکرات کا اہتمام کرتے۔ اگر ان کے پاس کوئی فارمولا تھا تو وہاں جانے سے پہلے پیش کر سکتے تھے۔ وہ مسلسل اخبارات میں یہ بیانات دیتے رہتے تھے کہ ہم مذاکرات کریں گے، اس سے پہلے بھی وہ مذاکرات کر سکتے تھے۔ اگر کوئی فارمولہ اُن کے ذہن میں تھا۔ تو اس سے پہلے وہ پیش کر سکتے تھے لیکن عین اس موقع سے پہلے وہ باہر چلے گئے اور پھر تاریخ انہوں نے وہ دی جس میں پھر دوسرا پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے، اس دن پھر شریعت بل کو زیرِ غور آنا ہے۔ اس طریقے سے آج کا دن بھی وہ کھا جانا چاہتے ہیں اور ۳ مئی کو جو دوسرا پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اس کو بھی کھا جانا چاہتے ہیں، اس کے بعد پھر سینیٹ کا اجلاس ملتوی ہو جائے گا اور اس کے بعد پھر وہ ۲۷ رمضان المبارک کی وہ مبارک تاریخ آنے والی ہے۔ جس کے لئے تمام مکاتبِ فکر کے علمائے کرام نے جو متحدہ شریعت محاذ میں شامل ہیں، انہوں نے الٹی میٹم دیا ہے کہ اسکے بعد پھر ایک نیا لائحۂ عمل تیار کریں گے اور اس کے مطابق ہم تحریک چلائیں گے، کیوں کہ اس کے بعد یہ بات کھُل کر سامنے آ جائے گی کہ حکومت کا کوئی منشاء نہیں ہے اور ۲۷ رمضان المبارک سے پہلے پھر دوبارہ سینیٹ کا کوئی اجلاس نہیں ہے۔ اس لئے جناب والا! اگر حکومت اس بات میں سنجیدہ ہے تو وزارتِ قانون کے انچارج وزیر، وزیر قانون و پارلیمانی امور موجود ہیں انہوں نے پہلے بھی ان مذاکرات میں حصہ لیا ہے۔ وہ زیادہ بہتر طریقے سے ان تمام چیزوں کو جانتے ہیں، پہلے ایک دفعہ چار وزراء کے ساتھ ہماری ایک نشست ہوئی تھی بلکہ کئی نشستیں ہوئی تھیں جن میں اقبال احمد خان صاحب بھی شامل تھے اور ان کو وزارت قانون اور وزارت مذہبی اُمور کا تجربہ ہے تو یہ ساری ٹیم اُن کی یہاں موجود ہے ہم بھی یہاں موجود ہیں، اگر اس پر بحث ہو جائے گی تو اس کے نتیجے میں تمام دلائل منقح ہو کر سامنے آ جائیں گے اور اس طرح کوئی مشکلات پیش نہیں آئیں گی بلکہ سہولتیں اور آسانیاں پیدا ہو جائیں گی۔ مذاکرات سے کسی نے انکار نہیں کیا، ہم یہاں بیٹھے ہی اسی لئے ہیں، ہم

[QAZI HUSSAIN AHMAD]

وہ لوگ نہیں ہیں کہ ہم confrontation کے ذریعے سے آپ کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں، ہم نے آپ کی آئینی حیثیت کو مانا ہے۔ آپ کی حکومت کی آئینی حیثیت کو مانا ہے۔ ہم ایک جمہوری اور آئینی اپوزیشن کے طور پر یہاں رہنا چاہتے ہیں، لیکن اگر آپ ہمارے لئے دروازے بند کر دینا چاہتے ہیں، اگر آپ اس جواز کو ختم کر دینا چاہتے ہیں جس جواز کو لیکر ہم یہاں آئے ہیں۔ شریعت کے لئے آئے ہیں۔ اسلام کے لئے آئے ہیں۔ اگر آپ وہ راستہ بھی ہمارے لئے مسدود کرنا چاہتے ہیں تو پھر ہم کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اس لئے حکومت سے میری یہ استدعا ہے کہ وہ آئینی اور جمہوری راستوں میں رکاوٹیں نہ ڈالے۔ اسلام کے مقابلے میں اور شریعت کے مقابلے میں سدِّ راہ بن کر کھڑے نہ ہوں ورنہ اگر وہ اس رویّے پر اصرار کریں گے تو اس کے نتیجے میں ملک ایک بہت بڑے بحران سے دوچار ہو سکتا ہے جس سے آپ کو بچنے کی فکر کرنی چاہئیے اور تدبیر کرنی چاہئیے۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میں یہ الفاظ تو استعمال نہیں کروں گا کہ جو قاضی صاحب نے فرمایا کہ تاخیری حربے ہیں۔ میں کسی کی نیت پر حملہ کرنا نہیں چاہتا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ گزارش کروں گا کہ جس طریقے سے انہوں نے فرمایا کہ وقت اتنا مختصر ہے کہ اس وقت اگر ہم اپنا مافی الضمیر اس ایوان کے سامنے پیش نہ کر سکے اور ممبروں کو مطمئن کرنے کی ہم نے کوشش نہ کی تو شاید پھر یہ موقع ہمیں ہاتھ نہ آئے۔ اس لئے کہ ۳۰ تاریخ کو پھر پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور اس دن بھی پھر بیٹھنا ہوگا تو ہم چاہتے یہ ہیں کہ ایوان کے ممبروں کے سامنے ہمارے جو دلائل ہیں یا جو ہمارا موقف ہے وہ ان کے سامنے واضح ہو جائے، اس کے ماسوا میرے خیال میں یہ قواعدِ کار اور ضابطہ کار کے بھی خلاف ہے کہ آپ اس کو ملتوی کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وسیم سجاد صاحب۔

جناب وسیم سجاد: جناب والا! مجھے مولانا سمیع الحق صاحب کے اس بیان سے حیرت ہوئی ہے کہ یہ قانون کا مسئلہ ہے اور مذہب کا مسئلہ نہیں ہے، اسلام میں مذہب اور قانون میں ایک گہرا رشتہ ہے اور اس رشتے کا حوالہ آج قاضی حسین احمد صاحب نے دستور کی ان شقوں کو پڑھکر بھی جناب کے سامنے پیش کیا جہاں پر یہ لکھا ہوا ہے کہ قانون قرآن وسنّت ہے، حاکمیت قرآن وسنت کی ہے اور ان حدود کے اندر رہتے ہوئے۔ جو اللہ تعالیٰ نے قائم کی ہیں انسانوں کو قانون بنانے کا حق حاصل ہے اور علامہ اقبال نے تو یہ بھی کہا تھا کہ

ع جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

میں سمجھتا ہوں کہ حاجی سیف اللہ صاحب کی یہ بڑی مناسب درخواست ہے وہ ایک نئے وزیر مذہبی امور ہیں۔ انہوں نے اس میں بڑے جذبے کے ساتھ اور میں سمجھتا ہوں بڑی بردباری کے ساتھ یہ درخواست علمائے کرام کو بھیجی ہے کہ ۲ مئی کو ان کے ساتھ بیٹھ کر اس مسئلے پر گفتگو کریں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس

پر اتفاق رائے ہو جائے یہ ایک بڑا اہم مسئلہ ہے، اس کو سیاسی مسئلہ نہیں بنانا چاہیئے۔ اور میں اپنے علمائے کرام، جو اس ایوان میں موجود ہیں، ان سے درخواست کروں گا کہ وہ مشاورت کے اس اصول کو بھی نہ بھولیں جو قرآن حکیم میں دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وامرھم شوریٰ بینھم، یہ مشاورت کے ذریعے اپنے مسائل کو حل کرو اور اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے میرے خیال میں حاجی صاحب نے اور میں خود بھی وہاں موجود ہوں گا، علمائے کرام کو دعوت دی ہے کہ آپ کا ایک نقطہ نظر ہے، آئیے مل کر بیٹھتے ہیں۔ آپ کی بات ہم سمجھنے کی کوشش کریں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا جس میں اتفاق رائے ہو جائے یہ سب کے لئے بہتر ہے اور جس طرح میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اسلام کے بارے میں۔ قرآن وسنّت کے بارے میں کسی کے دل میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیئے۔ تمام مسلمان اس پر اتفاق رائے رکھتے ہیں اور یہ طریقہ کار ہے جس کے بارے میں کوئی اختلاف رائے ہے اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ یہ مسئلہ بھی جو ہے انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ حل ہو جائے تو اس لئے میں تو یہ بھی کہوں گا کہ جناب ایوان سے پُوچھ لیں۔ ایوان کا sense لے لیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں، اگر وہ چاہتے ہیں کہ نہیں آج ہی بحث ہو تو ٹھیک ہے، لیکن زیادہ مناسب یہ ہے کہ وزیر مذہبی اُمور نے ایک درخواست بھیجی ہے۔ اس کو زیر غور رکھا جائے اور ان کے کہنے کے مطابق اگر اس کو ملتوی کر دیں تو کوئی حرج نہیں ہو گا۔

مولانا سمیع الحق: میں گزارش کروں گا کہ بار بار ایک تاثر سامنے آ رہا ہے کہ گویا مذاکرات ہو رہے ہیں یا رابطہ قائم ہے، یہ باتیں ہم صرف اخبارات میں دیکھتے ہیں۔ میں اپنی حد تک تو کہتا ہوں کہ ہمارے ساتھ بالکل کوئی رابطہ قائم نہیں کیا گیا نہ کوئی بات چیت چلی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بات مشاورت کی ہو رہی تھی یہ مجلسِ مشاورت ہی ہے۔ پارلیمنٹ کے ارکان مجلس مشاورت ہی ہیں، میں کہتا ہوں کہ اس مشاورت کو کیوں ایک شخص پر ملتوی کرتے ہیں، آج ہی مشاورت ہو جائے، آپ نے ترامیم بھیجی ہیں اور ان ترامیم کی روشنی میں شق وار بحث شروع ہونی ہے، ہر شق پر آپ کی ترامیم کے ساتھ بحث ہو جائے گی اور بحث چلتی رہے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل تاخیری حربے ہیں۔ قاضی عبداللطیف صاحب نے بڑی رعایت کی ہے، اب اس طریقے سے ایک شخص پر موقوف کرنا، ایک ہفتے کے بعد شاید وہ وزیر ہی نہ رہے، پھر دوسرے وزیر کے لئے انتظار کریں، پھر تیسرے وزیر کا انتظار کریں۔ اور اس کے بعد شاید کوئی اور وزیر مذہبی اُمور آئے۔ یہاں اب تک ۵، ۶ تو بدل گئے ہیں، ایک ایک وزیر کو آپ بدلتے رہیں گے اور اجلاس ملتوی کرتے رہیں گے۔ پھر کم از کم یہ معاہدہ آج ہمارے ساتھ کر لیجئے کہ جب تک سینیٹ شریعت بل کا حتمی فیصلہ نہیں کرے گی، اس کو پاس کرنے کا یا رد کرنے کا، اس وقت تک سینیٹ کا اجلاس ملتوی نہیں ہو گا اگر آپ ہمارے ساتھ یہ معاہدہ تحریری کرتے ہیں تب ہم یہ بات مانتے ہیں۔

لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ سعید قادر: کیا یہ حکومت کا انتظار کر رہے ہیں کہ مولانا صاحب کو کوئی وزارت پیش کی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

مولانا سمیع الحق: میں وزیر بن بھی جاؤں تو شریعت بل پاس نہیں کر سکوں گا۔ میں وزیراعظم بھی بن جاؤں تو شریعت بل پاس نہیں کر سکوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب اقبال احمد خان۔

جناب اقبال احمد خان: جناب چیئرمین! معزز سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحب نے درست فرمایا کہ کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ اگلی تاریخ تک کون وزیر رہے، کون نہ رہے، میں اس میں یہ اضافہ کروں گا کہ انسان کی زندگی کا ہی کوئی اعتبار نہیں، کون کہہ سکتا ہے کہ اگلی سانس آئے یا نہ آئے اور یہ بل کے محرکین پر بھی وہی صادق آتا ہے جو ہم پر آتا ہے۔ اصل مسئلہ یہ نہیں کہ یہاں کوئی اختلاف رائے ہے کہ پاکستان کے اندر قرآن وسنت کی بالا دستی ہونی چاہیئے، جناب وزیر قانون نے آج ہی کے اجلاس میں دو تین دفعہ واشگاف الفاظ میں یہ ارشاد فرمایا کہ ہماری جماعت اور حکومت اس بات کی پابند ہے کہ پاکستان کے اندر قرآن وسنّت کے مطابق صحیح نظام حکومت قائم کیا جائے، ابھی محترم سینیٹر قاضی حسین احمد صاحب نے ۲۷ رمضان المبارک کا حوالہ دیا، انہوں نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے کوئی ٹارگٹ ڈیٹ مقرر کر رکھی ہے۔ اگر اس تاریخ تک فیصلہ نہ کیا گیا تو ہمارے معزز مقتدر علمائے کرام کو کچھ اور سوچنا ہو گا۔ ۲۷ رمضان المبارک، مسلمانوں کے لئے بھی اور میرے لئے بطور مسلمان اور بطور تحریک پاکستان کے ایک ادنی کارکن کے، انتہائی مبارک دن ہے۔ کیونکہ قیام پاکستان ۲۷ رمضان المبارک کو ہوا تھا۔ ہمارے لئے دینی و دنیاوی طور پر وہ بہت اہم دن ہے جب یہ بات ہو تو میں معزز سینیٹرز کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جس جماعت کی اس وقت ملک میں حکومت ہے اس جماعت نے پاکستان بننے سے پہلے اس بات کا عہد کیا تھا کہ ہم ایک خطہ زمین حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں قرآن وسنت کی حکمرانی ہو اور ہمارے قائد قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ نے قیام پاکستان سے پہلے بھی اور قیام پاکستان کے بعد بھی کئی دفعہ یہ ارشاد فرمایا اور اپنی جماعت کا مؤقف پیش کیا کہ پاکستان کے اندر صرف اور صرف قرآن وسنت کی حکمرانی ہوگی اور کسی قسم کا نظام اس ملک کے عوام کو قبول نہیں ہو گا۔ ہم اس عہد پر قائم ہیں اور انشاءاللہ پارلیمنٹ کے معزز اراکین کے تعاون کے ساتھ ہم پاکستان کے نظام کو پاکستان کو قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق قائم ضرور کریں گے۔ اس لحاظ سے ۲۷ رمضان المبارک ہمارے لئے بھی اسی طرح اہم ہے جیسا کہ یہاں ارشاد فرمایا گیا۔ میں عالم نہیں ہوں۔ ایک گنہ گار مسلمان ہوں۔ لیکن جہاں تک میرا مطالعہ ہے یا میں نے بزرگوں

سے سنا ہے۔ اسلام میں کہیں یہ تاریخیں مقرر نہیں ہوئیں۔ کہیں الٹی میٹم نہیں دیئے جاتے کہ فلاں کام فلاں تاریخ تک ہونا ضروری ہے میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ یہ فیصلہ خدانخواستہ قرآن و سنت کے خلاف ہے لیکن میں نے بزرگوں سے یہی سنا ہے اس قسم کی تاریخ مقرر کرنا یہ اسلام کے مطابق درست نہیں ہے۔ جیسے ۲۷ تاریخ کو خدا بہتر جانتا ہے کہ کیا ہو گیا نہ ہو، لیکن میں معزز اراکین کو اپنی جماعت کی طرف سے یقین دلاتا ہوں۔ ہمارے ذہن میں قطعی طور پر کوئی ایسی بات نہیں کہ ہم ملک کے اندر قرآن و سنت کی بالادستی کے راستے میں خدانخواستہ حائل ہونا چاہتے ہیں۔

مسٔلہ جناب یہ ہے کہ آج جو ارشاد فرمایا گیا ہے کہ آج اس پر دوسری خواندگی شروع کر دی جائے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی خدمت میں یہ ایک ضروری امر پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے اراکین نے پہلی خواندگی پر اپنے اپنے نقطہ نظر سے کھل کر اظہار خیال فرمایا۔ اب بل کی دوسری خواندگی شروع ہو رہی ہے جس میں بل کو شق وار زیر بحث لایا جائے گا اور ہر شق پر مختلف معزز سینیٹرز نے اپنی ترامیم دی تھیں۔ اس وقت میرے سامنے یہ ترامیم پڑی ہوئی ہیں۔ پانچ چھ، سات سینیٹرز صاحبان نے مختلف شقوں میں ترامیم دی ہیں۔ آج اگر ہم اس پر بحث شروع کر دیں گے تو ہو سکتا ہے کہ کسی ایک شق پر آج فیصلہ کرنے کا مرحلہ آ جائے اور اگر وہ فیصلہ آج اگر کسی ترمیم کے ذریعے سے ہو جائے تو میری ناقص رائے میں اس کمپلیکیشن کا خطرہ ہو سکتا ہے اور وہ مقاصد جو معزز اراکین محرک بل کے ہیں یا وہ مقاصد جو معزز اراکین ترامیم دے کر حاصل کرنا چاہتے ہیں شاید ہم وہ حاصل نہ کر سکیں۔ اس بنا پر میں نہایت ادب و احترام سے معزز سینیٹر محترم قاضی حسین احمد صاحب، محترم مولانا سمیع الحق صاحب اور اپنے واجب الاحترام بزرگ قاضی عبداللطیف صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ complication سے بچنے کے لئے یہ مناسب ہو گا کہ آج ہم دوسری خواندگی کو شروع نہ کریں کیونکہ جس مقصد کے لئے آپس میں مل بیٹھ کر بات کرنا چاہتے ہیں۔ اگر اس کا فیصلہ آج ہو جائے تو پھر شاید وہ مقصد ہی فوت ہو جائے۔

میں ان سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ مہربانی فرما کر اصرار نہ فرمائیں ہم اس کو اگلے دن پر رکھتے ہیں۔ ہمارے معزز کولیگ وزیر مذہبی امور نے ۳ تاریخ کو اپنے بزرگوں کو دعوت دی ہے اس میں بیٹھ کر ہمیں کوشش کر لینی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ پرامید رہنا چاہیئے اور مسلمان تو ہمیشہ پرامید رہتا ہے اور علامہ اقبال نے بھی فرمایا

نہ ہو نومید نومیدی زوال علم و عرفان ہے

امید مرد مومن ہے خدا کے رازدانوں میں

اس لیئے میں عرض کروں گا کہ وہ اصرار نہ فرمائیں ہم مل جل کر اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں کیونکہ مقاصد سے اختلاف نہیں ہے کچھ ٹیکنیکل اختلافات ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ دور ہو جائیں گے۔ جہاں نیت نیک ہو وہاں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہو گا اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ایسا فیصلہ ہو گا جو ہم سب کو اللہ تعالیٰ کے

سامنے سرخرو کریگا اور اس قوم کی عزت و آبرو اور ترقی کا باعث بنے گا۔ بہت مہربانی شکریہ!

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر، میں گزارش کروں گا کہ مولانا سمیع الحق صاحب نے ایک تجویز رکھی تھی۔ اس کے متعلق جناب اقبال احمد خان صاحب نے کچھ نہیں فرمایا کہ کم از کم پھر یہ ہو کہ اجلاس اتنے تک ملتوی نہیں ہوگا جب تک کہ اس پر کوئی بات چیت مکمل ہو نہ جائے۔ یا ہم آخری نتیجے تک نہ پہنچ جائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی صاحب میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے میری نہیں بلکہ پورے ملک و قوم کی خواہش ہے کہ اتفاق رائے سے یہ مسئلہ حل ہو جائے یہ مسئلہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے نہایت اہم ہے اگر ہاؤس اتفاق رائے سے کوئی فیصلہ کرتا ہے تو پورے ملک و قوم کے لئے ہی نیک شگون نہیں بلکہ پاکستان جس مقصد کے لئے حاصل کیا گیا تھا وہ بھی پورا ہو جائے گا۔ مسلم لیگ ہی کے ذریعے سہی لیکن آپ نے یہ بل موو کیا ہے تو آپ کا نام بھی تاریخ میں آجائے گا اور کوشش یہی ہونی چاہیئے کہ اتفاق رائے سے ہی کوئی فیصلہ ہو۔ اگر نہیں تو پھر آپ نے بھی فرمایا ہے اور جناب وزیر عدل و انصاف نے بھی کہا ہے تو میرے لئے مسئلہ یہ ہے کہ اگر آپ اتفاق نہیں کرتے تو میں ہاؤس کی رائے لے لوں۔ آپ نے بھی ممبران کے اطمینان کی بات کی ہے تو کیا آپ اسے مناسب سمجھتے ہیں۔

قاضی حسین احمد: ہم جناب اس سے اتفاق نہیں کرتے۔ آپ اس طرح فیصلہ کرینگے تو ہم یہاں نہیں بیٹھیں گے اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ یہ کام نہیں کرنا چاہتے۔

مولانا سمیع الحق: بات چیت تو ہوتی رہتی ہے اور ہوتی رہے گی۔ ۳ تاریخ کے بعد ہوگا کیا؟

قاضی حسین احمد: یہ مشورہ دوسری جگہ ہوگا۔ ہم یہاں کس لئے آئے ہیں۔ یہ مشورے کی نشست ہے۔ آپ کو کھلے دل سے ہماری بات سننی چاہیئے۔ اگر ہماری بات ٹھیک ہے تو آپ کو قبول کرنی چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ فرماتے ہیں کہ اسے ہاؤس کے سامنے put کیا جائے۔

شہزادہ برہان الدین خان مجاہد: پوائنٹ آف آرڈر! جناب عالی! مولانا سمیع الحق صاحب نے جو تجویز دی ہے اگر ملتوی ہوتا ہے تو ٹھیک ہے۔ مگر ہم لوگوں کو یہ یقین دہانی کرائی جائے کہ جب تک یہ بل پاس نہیں ہوتا ہے۔ یہ سینیٹ بیٹھی رہے گی۔ یہ یقین دہانی وزیر قانون ہمیں کرائیں تو پھر ٹھیک ہے۔

صاحبزادہ الیاس: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بل جو ہے چونکہ یہ آئین میں ترمیم چاہتا ہے تو آیا جسٹس منسٹر صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے کہ ہاؤس میں جب دو تہائی ممبر ہوں تو اس بحث کا کچھ فائدہ ہوگا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وسیم صاحب آپ کیا فرماتے ہیں۔ کیونکہ قاضی صاحب نے بھی کہا کہ قانون دان ہونے کے ساتھ آپ بہت اچھے orater ہو گئے ہیں۔ آپ کے قانون دان ہونے کی

حیثیت سے ہم یہ بات تو تسلیم کرتے ہیں۔ اب ایک اچھے سیاستدان بھی ہو رہے ہیں۔

جناب وسیم سجاد: میں صرف ٹیکنوکریٹ ہوں۔ اس مسئلے پر ہاؤس کی رائے لے لیں۔ کیونکہ اس مسئلے پر گفتگو بھی ٹیکنیکل چیز ہے۔ تو میرے خیال میں اس وقت ایوان کی sense لے لیں کہ اس پر آج بحث جاری رکھنی ہے یا نہیں کیونکہ جس طرح میرے فاضل دوست نے فرمایا کہ اس طرح کسی چیز پر بھی فیصلہ ہو گیا تو وہ بہت مشکلات پیدا کرے گا۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ چونکہ ایک نئے وزیر ہیں ان کی کوشش ہے اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب کرے اور انہوں نے اپنے بھائیوں کو اور علمائے کرام کو دعوت دی ہے ۳ مئی کو۔ تو مناسب ہوگا اس وقت تک جب تک اس گفت و شنید کا کوئی نتیجہ سامنے نہیں آتا۔ اس پر بحث مؤخر کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! اب مسئلہ یہ ہے اور میں ہاؤس کی sense لے لیتا ہوں۔ ہاؤس کیا فیصلہ کرتا ہے جو چاہتے ہیں کہ آج سیکنڈ ریڈنگ پر بحث کو جاری رکھیں۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میں اس میں حصہ نہیں لیتا۔

مولانا سمیع الحق: میں اپنے معزز ارکان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ میری دعوت کو قبول کرتے ہوئے واک آؤٹ کریں میں بھی واک آؤٹ کرتا ہوں۔

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر، ہم شاید اس رائے شماری میں حصہ نہ لے سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی صاحب آپ ہر وقت دعائے خیر کرتے ہیں۔ جو کچھ بھی کسی کے لئے کام ہو دعا آپ کرتے ہیں۔

قاضی عبداللطیف: یہ حضرات یہ نکتہ کیوں نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جس کا شہزادہ برھان الدین صاحب نے دوبارہ اعادہ کیا اگر واقعتاً یہ تاخیری حربے نہیں ہیں تو پھر چاہیئے کہ یہ یقین دہانی کرائی جائے کہ اتنے تک اجلاس ملتوی نہیں ہوگا۔ جتنے تک ہم فیصلہ نہیں کریں گے۔ اس کا مقصد تو یہ ہوا کہ گویا ان کا جو شبہ تھا وہ ظاہر ہو گیا ہے۔

(اس مرحلے پر چار سینیٹرز ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا خیال ہے میرے لئے تو اب یہی راستہ ہے کہ اور میں ہاؤس سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ شریعت بل پر آج بحث جاری رکھنا چاہتے ہیں۔

(The motion was rejected)

Mr. Deputy Chairman: Next Itom No 4.

جناب سید عباس شاہ صاحب کی طرف سے ایک قرارداد ہے کیا شاہ صاحب تشریف رکھتے ہیں؟

سید عباس شاہ: جی بیٹھا ہوں۔ واک آؤٹ کر رہا تھا مگر اپنی تحریک کے لئے بیٹھ گیا۔ یہ قرارداد تو میں بحث سے پہلے

پیش کر چکا ہوں۔ کیا اسے کوئی ڈیفر کرتا ہے یا نہیں؟

جناب وسیم سجاد: جناب وقت یہ ہے کہ یہ وزارت خزانہ سے تعلق رکھتی ہے۔ چونکہ وزیر خزانہ صاحب ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں اور وزیر مملکت تو فی الحال اس وزارت کا کوئی نہیں ہے اور میرے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ان کی طرف سے کوئی commitment کروں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شاہ صاحب پھر اس کو ڈیفر کرتے ہیں۔

سید عباس شاہ: سب کچھ جی ڈیفر ہو رہا ہے۔ جیسے آپ کی مرضی ہو۔ کیونکہ یہ ہاؤس ٹیکنوکریٹس کا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آئیٹم نمبر ۴ ڈیفر ہو گیا ہے۔ آئیٹم نمبر ۵ قاضی حسین احمد صاحب کا قانون سازی ہے۔ وہ تو چلے گئے ہیں۔ لہٰذا اسے بھی ڈیفر کر دیتے ہیں۔ ۶ آئیٹم پروفیسر خورشید احمد کا ہے۔ وہ نہیں ہیں۔ لہٰذا آئیٹم نمبر ۸ لے لیتے ہیں۔ جناب شاد محمد خان صاحب یہ تحریک پیش کریں گے کہ یہ ایوان حکومت کی سیمنٹ کی ایجنسیوں کی منظوری دینے کیلئے بل پر بحث کرے۔ جناب شاد محمد خان صاحب۔

RESOLUTION *RE*: UNIFORM POLICY OF GRANT OF CEMENT AGENCIES BY THE GOVT.

Mr. Shad Muhammad Khan: Sir, I beg to move; "that this House may discuss the policy of the Government regarding grant of Cement Agencies."

جناب والا! یہ موشن اس ہاؤس میں لانے کے لئے میں اس طریقۂ کار پہ جو عرصۂ دراز سے چل رہا ہے، بحث کا مطالبہ اس لئے کرتا ہوں کہ حکومت نے جو طریقۂ کار اپنایا ہے اگر میں اس ضمن میں پچھلے دور کا حوالہ دوں تو سعید قادر صاحب کے دور میں بھی جب ایجنسی دی جاتی تھی تو کسی سے جناب والا! ایک لاکھ زرضمانت طلب کی گئی، کسی سے دو لاکھ روپیہ، کسی سے تین لاکھ روپیہ۔ اس کے بعد سیاسی حکومت آنے کے بعد اس پالیسی میں یکسر تبدیلی ہوئی۔ کوٹہ دس ٹرک کا ہو یا ۶۰ ٹرک کا یا کوٹہ ۲ ٹرک کا ہو تو اس میں کوئی یکسانیت نہیں رکھی گئی۔ لہٰذا ان لوگوں کا جو اسی کاروبار پہ depend کرتے ہیں کروڑوں روپے سٹیٹ سیمنٹ کارپوریشن کی تحویل میں ہیں۔ کئی بار اس ہاؤس میں سوالات کے ذریعے سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ حکومت یکسانیت کو اپناتے ہوئے کم از کم ایک معیار مقرر کرے۔ اب میرے خیال میں یہ بھی ہوگا کہ اب اس کاروبار کو کھلی چھٹی مل گئی ہے۔ وہ بلیک مارکیٹنگ ختم ہو چکی ہے۔ ان لوگوں کو جو سیمنٹ ایجنسیز ہولڈر کر رہے ہیں۔ ان سے سراسر یہ زیادتی ہے کہ ان کا لاکھوں روپیہ خزانے میں بند پڑا ہے اور اس پہ حکومت اپنا کاروبار چلا رہی ہے لہٰذا میں یہ پُرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ حکومت کو اپنی پالیسی میں یونیفارمٹی اپنانی چاہیئے اور طریقۂ کار کو

اس ڈھنگ سے چلایا جائے کہ کوئی حد مقرر کی جائے اور کسی سے بھی ضمانت نہ لی جائے۔ اگر ضمانت پہ حکومت مصر ہے تو پھر میں یہی مطالبہ کروں گا کہ لوگوں کا جو سرمایہ حکومت کے پاس پڑا ہے۔ اس کے منافع میں انہیں شریک کار بنایا جائے۔ لہٰذا یہ disparity اور غیر متوازن پالیسی حکومت کے لئے سود مند نہیں ہے اور ان لوگوں سے سراسر زیادتی ہے کہ ان کا لاکھوں روپیہ حکومت کی تحویل میں پڑا ہے جو بیکار ہے جو منجمد ہے ان کے کسی کام نہیں آتا۔ لہٰذا میں یہ پُرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ حکومت اس پر غور کرے اور اس پر ایک یکساں پالیسی مرتب کرے۔ ان لوگوں کو اُن کا سرمایہ واپس کرے یا ان کو منافع کا حقدار بنایا جائے۔ اس منافع میں اُن کو شریک کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس میں اور کوئی صاحب اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ جی وسیم سجاد صاحب اور تو کوئی نہیں بولنے کو تیار ہے تو ......

معزز اراکین: ہم تیاری کرتے ہیں ......

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ تائید کرتے ہیں۔

جناب وسیم سجاد: جناب یہ ریزولیوشن ہے۔ اس پہ کوئی موشن put نہیں ہوتی۔ بہرحال میں عرض کرتا ہوں کہ یہ جو سیمنٹ ایجنسیز دینے کا طریقہ کار ہے اس کے بارے میں چند حضرات نے اپنی اپنی تجاویز پیش کی ہیں تو حکومت اُن کی تجاویز پہ غور کرے گی۔ اور اُن کی تجاویز کی روشنی میں اگر پالیسی میں کسی تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوئی تو پالیسی پہ نظر ثانی کرنے کی ضرور کوشش کریگی لیکن مقصد اس پالیسی کا یہ ہے کہ سیمنٹ آسانی سے ہر ایک کو مل سکے۔ اس سے پہلے جو طریقہ کار تھا اس کے تحت سیمنٹ کی بلیک مارکیٹنگ بھی ہوتی تھی اور اجارہ داریاں بھی بن گئی تھیں تو یہ جو پالیسی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ سہل ہو جائے۔ ہر ایک کو آسانی سے میسّر ہو۔ ہر گلی میں، ہر سڑک پہ، ہر جگہ پہ جہاں بھی ممکن ہو سیمنٹ دیا جاسکے۔ تو یہ مقصد ہے۔ اگر چند بھائیوں کو اس طریقہ کار پہ اعتراض ہے تو اُن کی تجاویز کو میں متعلقہ حکام تک پہنچا دوں گا۔ تاکہ وہ اپنی پالیسی بناتے ہوئے اس کو مدنظر رکھیں۔

جناب اختر نواز خان: جناب چیئرمین! میں یہی عرض کروں گا کہ جو انہوں نے فرمایا ہے کہ ہر جگہ آج کل سیمنٹ دستیاب ہے اس کی یہی وجہ ہے کہ جو ایجنسیز ہیں وہ لوگوں کے پاس زیادہ ہیں۔ جس طرح خان صاحب نے فرمایا۔ وہ اپنی جگہ درست ہیں پہلے انکی سیکیورٹی زیادہ تھی لیکن اس میں اتنی عرض کروں گا کہ جب وقت سیکیورٹی زیادہ تھی تو اس وقت لاکھوں روپیہ بھی تو انہی لوگوں نے کمایا ہے۔ جنکی اجارہ داری تھی۔ تو اب انکو صرف یہ تکلیف ہے کہ چونکہ اب انکی monopoly ختم ہو چکی ہے تو اس لئے میرا خیال یہ ہے کہ جو پالیسی بھی اس وقت گورنمنٹ کی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے اور اسی طرح یہ ہونا چاہئیے تاکہ لوگوں کے لئے آسانی ہو۔ نہ کہ اُن کے لئے... شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شاد محمد خان صاحب۔

جناب شاد محمد خان: جناب والا! مجھے اس سے اختلاف نہیں ہے۔ خان صاحب نے بڑی اچھی وضاحت کی ہے اور نکتہ یہ ہے کہ جب سیمنٹ کی فراوانی ہوگئی ہے۔ ہر دکان میں ملتا ہے ان لوگوں کا منافع کم ہوگیا ہے۔ لیکن لاکھوں روپے اُن کے زرِ ضمانت کیوں رکھے ہوئے ہیں۔ کسی سے دس ہزار لیکر favour کرتے ہیں۔ جناب والا! اور کسی سے زیادتی کرکے تین لاکھ کا سرمایہ اس کا بند پڑا ہے۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ پالیسی uniform ہونی چاہئیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ جو وسیم سجاد صاحب نے کہا ہے۔

Mr. Shad Muhammad Khan: I am satisfied Sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: آئیٹم نمبر ۹، ۱۰ اور ۱۱ جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب کے تھے وہ نہیں ہیں اس لئے lapse ہوگئی ہیں۔ اور آئیٹم نمبر ۱۲ مولانا کوثر نیازی صاحب کے نام پر تھی وہ بھی نہیں lapse ہوگئی ہے۔ جناب جاوید صاحب کی نمبر ۱۳ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ جناب ملک فریداللہ خان صاحب۔ نمبر ۱۴۔

RESOLUTION; *RE*: GRANT OF STATUS OF TEHSIL HEAD QUARTERS TO SHAKAI AREA OF SOUTH WAZIRISTAN AGENCY.

Malik Faridullah Khan: Sir, I beg to move;

"That this House recommends that Shakai area of South Waziristan Agency be accorded the status of Tehsil headquarter."

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ملک صاحب۔ میرا خیال ہے کہ آپ اکیلے ہیں اور یہ آپ کی آخری آئیٹم ہی ہوگی۔ آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں فرمائیں۔

ملک فریداللہ خان: مہربانی جناب!

"This House recommends that Shakai area of South Waziristan Agency be accorded the status of Tehsil Headquarter".

جناب والا! جیسے کہ حکومت کی پالیسی ہے کہ قبائلی علاقہ جات جو کہ ملک کا پسماندہ ترین حصہ ہیں اور ان کی ترقی کے لئے ہمیشہ جامع منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ اسی لحاظ سے میں معزز ایوان

سے یہ گزارش کروں گا کہ جنوبی وزیرستان میں آٹھ تحصیلیں ابھی کام کر رہی ہیں ۔ ایجنسی کی تحصیلیں ضلعی تحصیلوں کی طرح نہیں ہوتیں ۔ وہاں پر ایک نائب تحصیلدار کی تقرری کی جاتی ہے ۔ جو کہ اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ کے ماتحت کام کرتا ہے ۔ علاقہ شکائی جس کی آبادی چالیس ہزار سے اُوپر ہو چکی ہے اور یہ علاقہ ڈیورنڈ لائن کے بالکل قریب ہے اور اب وانا سب ڈویژن اور وانا تحصیل کے زیر انتظام ہے ۔ وانا اس علاقے سے کافی زیادہ فاصلے پر ہے اور حکومت نے پچھلے سال سے وہاں پولیٹیکل محرر کی تقرری کر دی ہے ۔ کل وقتی طور پر وہ شکائی میں رہائش پذیر ہے اور وہیں پر کام کرتا ہے لیکن وانا کے تحصیلدار سے ان کا رابطہ فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے بہت کم رہتا ہے ۔ لوگوں کو روزمرہ کے مسائل میں تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ ان کے شناختی کارڈ ان کے پاسپورٹ وغیرہ اور ان کی دیگر جو درخواستیں ہوتی ہیں جو وہ تھرو پراپر چینل دیتے ہیں تو اس کے لئے انہیں کافی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ لہٰذا میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ آبادی کے لحاظ سے بھی اور فاصلے کی وجہ سے بھی علاقہ شکائی میں اگر ایک تحصیلدار کی تقرری کر دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قبائلی عوام کے ساتھ مہربانی ہوگی ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ۔ آپ اس پر کچھ کہیں گے ؟

جناب وسیم سجاد : جناب والا ! یہ سیّد قاسم شاہ صاحب کا محکمہ ہے ۔ ان کو ایک میٹنگ کے سلسلے میں اچانک جانا پڑ گیا تھا ۔ اگر ملک صاحب بُرا نہ منائیں تو وہ واپس آ کر اس کا جواب دے دیں گے ۔ کیونکہ انتظامی نوعیت کی مُشکلات ہوں گی ۔ بظاہر تو ان کی بات بڑی اچھی لگتی ہے لیکن ان کا نقطہ نظر بھی سن لیا جائے ہو سکتا ہے انتظامی نوعیت کی کچھ باتیں ایسی ہوں جو اُن کے گوش گزار وہ کرنا چاہیں ۔ تو میری یہی درخواست ہے اس کی بقیہ بحث اگلی مرتبہ لے لی جائے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : کیوں ملک صاحب ٹھیک ہے ۔ جب سیّد قاسم صاحب آ جائیں ۔

ملک فرید اللہ خان : ٹھیک ہے جناب ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ٹھیک ہے ۔ ایجنڈا پورا ہو گیا ہے ۔ اللہ کے فضل سے ۔ سینیٹ کا اجلاس بروز بدھوار ۲۹ اپریل ۸۷ء بوقت شام ۵٫۳۰ تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے ۔

[The House Adjourned to meet again at five thirty of the clock in the evening on Wednesday, April 29, 1987].

PCPPI—2600(87) Senate 3-5-88—300.